ہفت روزہ

42

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

26 ذی القعدہ تا 2 ذی الحجہ 1432ھ/ 25 تا 31 اکتوبر 2011ء

اس شمارے میں

کیا سرمایہ داری کا سفینہ ڈوبنے والا ہے؟

دینی ہیئت اجتماعیہ کے خلاف شیطان کے ہتھکنڈے

اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کا اہم اصول (ii)

حج کے اخلاقی و معاشرتی اور روحانی و تربیتی پہلو

شرک کے مکمل قلع قمع کا آخری اقدام

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا

اسلام: ایک مکمل ضابطۂ حیات

'مٹانے والے مجھے خود ہی مٹتے جاتے ہیں'

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

انسانی مشقت

آخر انسانی مشقت اور جدوجہد کی نوعیت کیا ہے؟ ایک شخص اس لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے کہ اسے زندہ رہنے کے لئے ایک لقمہ اور پہننے کے لئے کپڑے کا ایک ٹکڑا میسر ہو۔ دوسرا شخص اس لئے جدوجہد کرتا ہے کہ ایک ہزار کے دو ہزار اور 10 ہزار بنائے! ایک اور شخص اقتدار و فرماں روائی یا جاہ و منصب کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جو اپنی خواہشاتِ نفس کی تسکین کے لئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جس کی ساری جدوجہد راہِ خدا میں ہوتی ہے، جو اپنے عقیدے اور اپنی دعوت کے لئے زحمت و مشقت برداشت کرتا ہے۔ ایک شخص دوزخ کی طرف چلتے ہوئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ دوسرا جنت کی راہ میں سعی و جہد کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنا بوجھ اٹھاتا اور محنت و مشقت کے ساتھ اپنا راستہ طے کرتا ہوا اپنے رب سے جا ملتا ہے۔ وہاں بدبختوں اور نافرمانوں کے لئے شدید ترین مصائب ہیں اور نیک بختوں اور فرماں برداروں کے لئے عظیم ترین راحت!

زحمت و مشقت دنیوی زندگی کی طبیعت و فطرت ہے۔ البتہ اس کی شکلیں اور اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن انجامِ کار ہے زحمت و مشقت ہی۔ سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جو حیاتِ دنیا میں زحمتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے اور اس کے نتیجے میں آخرت میں ان سے زیادہ تلخ اور شدید مصائب و شدائد سے دوچار ہوتا ہے' اور کامیاب ترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی راہ میں جدوجہد کرتا ہے تاکہ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ زندگی کی مشقتوں سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے سائے میں عظیم ترین راحت سے ہم کنار ہو۔

آخرت کی اس جزا کے علاوہ مختلف قسم کی کوششوں اور مشقتوں پر دنیا میں بھی کچھ جزا مترتب ہوتی ہے۔ جو شخص کسی عظیم مقصد کے لئے جدوجہد کرتا ہے اس کی طرح وہ شخص نہیں ہوسکتا جو کسی پست اور حقیر مقصد کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ دل کی طمانیت اور جان و مال کی قربانی پر راحت و سکون محسوس کرنے میں دونوں شخص برابر نہیں ہوسکتے۔ جو شخص زمین کے بندھنوں سے آزاد ہو کر جدوجہد کرتا ہے یا اس لئے جدوجہد کرتا ہے کہ زمینی بندھنوں سے آزاد ہو' اس کی طرح وہ شخص کبھی نہیں ہوسکتا جو حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین سے چمٹتا اور زمین کی دلدل میں دھنسنے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ جو شخص دعوت کی راہ میں جان دیتا ہے اس کی مانند وہ شخص نہیں ہوسکتا جو اپنی نفسانی خواہشات کے لیے جان دیتا ہے۔ دونوں اپنی جدوجہد کے شعور اور ان مشقتوں کے سلسلے میں جو وہ برداشت کرتے ہیں، یکساں نہیں ہوسکتے۔

فی ظلال القرآن

سید قطب شہید

سورۃ یونس

(آیات:83تا86)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ۙ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾

’’تو موسیٰؑ پر کوئی ایمان نہ لایا، مگر اس قوم میں سے چند لڑکے (اور وہ بھی) فرعون اور اس کے اہلِ دربار سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ ان کو آفت میں نہ پھنسا دے اور فرعون ملک میں متکبر و متغلب اور (کبر و کفر میں) حد سے بڑھا ہوا تھا۔ اور موسیٰؑ نے کہا کہ اے قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے) فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسا رکھو۔ تو وہ بولے کہ ہم اللہ ہی پر بھروسا رکھتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے آزمائش میں نہ ڈال، اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش۔‘‘

یہ بہت اہم آیت ہے۔ مصر میں صورت حال یہ تھی کہ قبطی لوگ (یعنی آل فرعون) حکمران تھے۔ اسرائیلی اُن کے محکوم تھے۔ یہ ہوتا آیا ہے کہ محکوم قوموں میں سے بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں حکمران قوم اپنے ایجنٹ بنا لیتی ہے۔ ان لوگوں کو حکمران خطابات سے نوازتے ہیں، جیسے ہمارے ہاں خان بہادر وغیرہ قسم کے خطابات دے کر انگریزوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں میں اپنے ایجنٹ اور وفادار لوگوں کا ایک جتھا بنا لیا تھا۔ یہ لوگ تھے تو ہندوستانی لیکن ہر اعتبار سے برطانیہ کے خیر خواہ اور حکومت کے وفادار تھے۔ ان لوگوں کو فوج میں بھرتی کرا لیا جاتا تھا۔ اسی طرح کے لوگ اسرائیلی قوم میں بھی تھے۔ ان چودھری قسم کے لوگوں کو شاہی دربار میں رسائی حاصل ہوتی تھی۔ یہ فرعون کے ایجنٹ تھے۔ لوگ ڈرتے تھے کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو یہ آستین کے سانپ ہماری خفیہ رپورٹنگ بھی کریں گے اور ہمیں ستائیں گے بھی اور حکومت کی طرف سے بھی ہماری گوشمالی ہوگی۔ یہ تو عام لوگوں کا معاملہ تھا۔ نوجوانوں کا معاملہ عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ حالات چاہے کتنے ہی مخدوش ہوں، نوجوان خون جرأت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ان کے اندر مصلحت اندیشی نہیں ہوتی جبکہ ادھیڑ عمر کے لوگ مصلحت بین ہو جاتے ہیں۔ ان کے خون میں جوش نہیں رہتا۔ وہ کوئی رسک لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ یہ سارا فلسفہ اس آیت میں موجود ہے۔ تو خود موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے والے نہ تھے بلکہ کچھ نوجوان لڑکے تھے جو اس اندیشہ کے باوجود موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے کہ فرعون اور اس کے سردار انہیں تشدد کا نشانہ بنائیں گے اور فتنہ میں مبتلا کر دیں گے۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص قارون تھا، جو فرعونیوں کا وفادار اور فرعون کا منظورِ نظر تھا۔ دربار میں اُس کی رسائی تھی۔ اُسے بڑے بڑے ٹھیکے ملتے تھے۔ اس طرح اُس نے بے انتہا دولت اکٹھی کر لی تھی۔ اس کا ذکر آگے سورۃ القصص میں آئے گا۔ قارون فرعون کو خوش کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف چالیں چلتا تھا۔ فرعون زمین میں بہت سرکشی کر رہا تھا اور یقیناً حد سے بڑھنے والا تھا۔

وہ لوگ جو ایمان لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو استقامت اور اللہ پر توکل کی تلقین کی۔ اس پر انہوں نے جواباً کہا، ہاں ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں، اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ دُعا کی کہ اے اللہ! تو ہمیں ان ظالموں کے لیے تختۂ مشق نہ بنا دے۔ ایسا نہ ہو کہ تو ہمارے ذریعے سے ان کو آزمائے (جیسا کہ ابوجہل کی آزمائش ہو رہی تھی لیکن تختۂ مشق یاسرؓ اور سمیہؓ بن رہے تھے)۔ اور اے اللہ! ہمیں اپنی خاص رحمت سے ان کافروں کی قوم سے نجات عطا فرما۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

جنت کی وسعت اور قدر و قیمت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا وَلَقَابَ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ)) (متفق علیه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایے میں سو سال چلے اور پھر بھی اس کو پار نہ کر سکے، اور جنت میں تم میں سے کسی کی کمان کے بقدر جگہ بھی اس ساری کائنات سے بہتر ہے، جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے، یا غروب ہوتا ہے۔‘‘

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا سرمایہ داری کا سفینہ ڈوبنے والا ہے؟

17 ستمبر کو ایک نامعلوم نوجوان نے ایک ویب سائٹ بنائی جس کا ایڈریس ہے: www.occupywallstreet.org جلد ہی سوشل نیٹ ورک متحرک ہوا اور 17 ستمبر 2011ء سے باقاعدہ زمینی تحریک ''وال سٹریٹ پر قبضہ کرو'' کے عنوان سے چل پڑی۔ اس حوالہ سے پہلی ریلی یا پہلا اجتماع زیکوٹی پارک میں ہوا، جو نیو یارک میں واقع ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس میں دس ہزار افراد نے شرکت کی۔ شروع شروع میں کچھ ایسا تاثر تھا کہ کینیڈا کی ایک adbusters نامی این جی او اس تحریک کو لیڈ کر رہی ہے۔ بعد کی صورت حال ظاہر کرتی ہے کہ یہ تحریک کسی فرد یا تنظیم کی سربراہی کے بغیر ہی چل رہی ہے۔ یہ تحریک درحقیقت سرمایہ دارانہ نظام اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دولت کے ارتکاز کے خلاف شدید ردعمل ہے۔ وال سٹریٹ میں چونکہ تمام بڑے بینکوں، بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں اور تجارتی و صنعتی اداروں کے دفاتر ہیں، لہٰذا اس تحریک کو جو یہ نام دیا گیا ہے کہ ''وال سٹریٹ پر قبضہ کرو'' تو یہ درحقیقت سرمائے کے ارتکاز اور اس کے نتیجہ میں ایک انتہائی معمولی اور قلیل اقلیت کے باقی انسانیت پر معاشی تسلط اور قبضہ کے خلاف اظہارِ نفرت ہے۔ اس تحریک کے محرکین اور ان کا ساتھ دینے والوں کا کہنا ہے کہ ایک فیصد لوگوں نے دنیا کی باقی ننانوے فیصد آبادی کو معاشی تسلط سے اپنا غلام بنایا ہوا ہے۔ ظاہر ہے، اس تحریک کا ہراول دستہ مزدور، سفید پوش چھوٹے اور اوسط درجہ کے ملازمین اور چھوٹا کاروباری طبقہ ہے لیکن ڈاکٹر، انجینئر اور دوسرے تعلیم یافتہ اور نسبتاً بہتر مالی حیثیت رکھنے والے لوگ بھی اس تحریک کا حصہ بن گئے ہیں۔ یہ تحریک دنیا کے 82 ممالک اور 1500 شہروں میں پھیل چکی ہے۔ مظاہرین نے سٹاک ایکسچینج اور دوسرے ملٹی نیشنل مالیاتی اداروں کو فوکس کیا ہے اور امریکہ کے علاوہ اٹلی، فلپائن، برطانیہ، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، فرانس، ہانگ کانگ، پرتگال، آئرلینڈ، سپین اور جرمنی وغیرہ میں ان اداروں کے دفاتر کے آگے دھرنے دے رہے ہیں۔ بعض مقامات پر پُرتشدد واقعات بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ امریکہ، امریکی یہودیوں اور سرمایہ داروں نے سوشلزم اور کمیونزم کو زمین بُرد کرنے میں اہم اور کلیدی رول ادا کیا تھا۔ یقیناً سابقہ سوشلسٹ اور کمیونسٹ بلاک اس تحریک سے خوش ہوں گے۔ شنید یہ ہے کہ خفیہ طور پر فنڈنگ بھی کر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ امریکہ اور مغربی یورپ کے میڈیا نے خصوصاً آغاز میں اس تحریک کو کوریج نہ دی اور معاملے کو دبانے کی کوشش کی، لیکن روس کا انگریزی نیوز چینل Russia Today، چین کا سی سی ٹی وی، الجزیرہ ٹی وی اور ایران کا انگریزی نیوز چینل Press TV اس تحریک کو خاصی کوریج دے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو انسان فوری طور پر اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ خود انسان کے بنائے ہوئے تمام نظام ہائے زندگی نے سیاسی اور معاشی لحاظ سے عام انسان کو فٹ بال بنا دیا ہے۔ سیاسی اور معاشی طور پر طاقتور لوگ اور جماعتیں کبھی اسے ٹھوکریں مارتے ہوئے ایک کونے میں لے گئیں اور کبھی وہ دوسرے کونے میں پہنچا دیے گئے۔ یعنی ہمیشہ عدم توازن، انتہا پسندی اور افراط و تفریط کا معاملہ رہا۔ قبل از اسلام غلاموں کی منڈیاں سجائی جاتی تھیں۔ انسانوں کی بولیاں لگتی تھیں۔ غلام اور کنیز ایک قابلِ استعمال شے کی مانند استعمال ہوتے تھے اور مراعات یافتہ طبقہ ان کا ایسے ہی مالک ہوتا تھا جیسے گڈریا اپنی بھیڑ بکریوں کے گلے کا مالک ہوتا ہے۔ ان کا خون بھی نچوڑا جاتا تھا اور طبیعت میں آئے تو بھیڑ بکری کی طرح ذبح بھی کیا جا سکتا تھا۔ یہ اس کے مالک کا قانونی حق تھا۔ لہٰذا کسی پوچھ گچھ یا قانونی کارروائی کا کوئی سوال نہیں تھا۔ قبائلی دور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 ذی القعدہ تا 2 ذی الحجہ 1432ھ — جلد 20
25 تا 31 اکتوبر 2011ء — شمارہ 42

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000

فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرونِ پاکستان

انڈیا ---------------- (2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

میں قبیلہ کے سردار کا فیصلہ حتمی اور آخری ہوتا تھا۔ جب بڑی ریاستیں اور مملکتیں وجود میں آئیں تو خدائی حقوق کے حامل بادشاہ اور شہنشاہوں نے قبائلی سرداروں سے بھی دو ہاتھ آگے اختیارات سمیٹ لیے۔ بادشاہ کے منہ سے نکلا ہوا لفظ قانون ہوتا تھا۔ عام انسان کی زندگی اور موت کا فیصلہ بادشاہ کے اشارۂ ابرو سے ہوتا تھا۔ انقلاب فرانس نے اِس ظلم، جبر اور استحصال کو جمہوریت کے نام سے نیا لبادہ اوڑھا دیا۔ اگرچہ جمہوری طرزِ حکومت میں بعض اچھے اور عوام دوست پہلو جھلکتے ہیں، لیکن سرمایہ دارانہ نظام کے ٹھیکے داروں نے اِس طرزِ حکومت (یعنی جمہوریت) کو یرغمال بنالیا۔ شاہی دور میں ظلم، جبر اور استحصال ایک فرد کرتا تھا تو جمہوریت میں وہ سب کچھ بدتر انداز میں گروہ اور جماعتیں کرنے لگیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اب اِسے شوگر کوٹڈ کر دیا گیا ہے۔

بڑے سرمایہ داروں اور حکمرانوں نے منافقت، جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی سے انسانوں کی عظیم اکثریت کو کولہو میں جوت لیا۔ اُن کا خون اب بھی نچوڑا جارہا ہے لیکن پرانے زمانے کی طرح بُرے نام دے کر اور کرختگی کے انداز سے نہیں بلکہ نئے نئے خوبصورت اور دلفریب ناموں اور نئی نئی اصطلاحات کے ساتھ۔ انسانوں کے بنائے ہر نظام نے ظلم وستم اور استحصال کے اپنے اپنے طریقے اپنائے۔ سوشلزم اور کمیونزم نے مزدور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ریاستی اور حکومتی سطح پر یہ سب کچھ کیا اور سرمایہ دارانہ نظام کے متولیوں نے آزادی اور مساوات کے نعرے مار کر عام انسان کے ساتھ وہی سلوک کیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ سرمایہ داروں نے یہ سلوگن دیا کہ حکومت عوام سے، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے ہے۔ لیکن جھوٹ جھوٹ ہے، آخر کھل جاتا ہے۔ جن عوام کی تسبیح دن رات پھیری جاتی ہے، وہی عوام کھل کر اب اِس نظامِ سرمایہ داری کے خلاف میدان میں کود پڑے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ بدقسمت انسان کب تک فٹ بال بنا رہے گا۔ کب تک منزل ڈھونڈتا اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ کب تک ہدایت کے روشن چراغ کی طرف پیٹھ کیے رہے گا۔ کب تک اپنی آنکھیں موندے رہے گا۔ کب تک حقیقت پر پردے ڈالتا رہے گا۔ کب تک فطرت اور فطری قوانین سے اغماض برتتا رہے گا۔ کب تک اسلام کے اُس نظامِ عدلِ اجتماعی سے آنکھیں چراتا رہے گا، جس نے محمود و ایاز کو ایک صف میں کھڑا کر دیا، جس نے سرمایہ دار کے سرمائے میں سے ایک حصہ کو محروم کا حق قرار دیا۔ یعنی سرمایہ دار اپنے سرمائے سے سالانہ اڑھائی فیصد ادا کر کے کسی پر احسان نہیں کر رہا بلکہ اُسے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اُس کی دینی ذمہ داری ہے، جس کی عدم ادائیگی پر اُس کی دنیوی اور اُخروی گرفت ہوگی۔ دوسری طرف اُسے یہ بھی احساس دلایا جارہا ہے کہ یہ محروم طبقات کا اللہ رب العزت نے تیرے سرمائے میں حق رکھا تھا جسے ادا کرنا تیرا فرض ہے۔ اِس معاشی پالیسی نے صاحبِ نصاب کے لیے زکوٰۃ کے دینی فریضہ کی ادائیگی ایک مسئلہ بنا دیا کیونکہ عوام اتنے خوشحال ہو گئے تھے کہ مستحقین ناپید ہو گئے۔ پھر یہ کہ اس عادلانہ نظام نے عوام کو حکمران کو سرِ منبر ٹوکنے اور سرِ بازار روک لینے کا حق دیا۔ سیدھی سی بات ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے نظام میں یقیناً خامیاں ہوں گی۔ اس لیے کہ اگر مرد نظام وضع کرے گا تو عورت کے حق میں ڈنڈی مارے گا۔ سرمایہ دار مزدور کے اور مزدور سرمایہ دار کے خلاف رویہ اختیار کرے گا۔ لہٰذا جس خالق نے یہ کائنات بنائی ہے وہی اپنی مخلوق کو معتدل، متوازن اور جسمانی و روحانی تقاضوں کے عین مطابق قانون دے سکتا ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ انسان جتنی چاہے ''نظام گردی'' کر لے، دنیا کو جنت نظیر صرف اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی ہی بنائے گا۔

بیابہ مجلس اسرار

دینی ہیئتِ اجتماعیہ کے خلاف شیطان کے ہتھکنڈے

دینی مقاصد اور بالخصوص اقامت دین کے لیے جو بھی ہیئتِ اجتماعیہ وجود میں آتی ہے وہ یقیناً شیطان کی دشمنی کے لیے اور اسے للکارنے کے لیے ہی وجود میں آتی ہے' لہٰذا شیطان کے حملے کا سب سے بڑا نشانہ اور ہدف بھی وہ اجتماعیت ہی بنتی ہے۔ اس پہلو سے غور کیا جائے تو شیطان کے حملہ آور ہونے کے مختلف راستے ہیں۔

اوّلاً اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ہیئتِ اجتماعیہ میں شریک ہر فرد کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اور اس کے نفسانی داعیات اور محرکات کو مشتعل کرے۔ یہ کوشش تو شیطان ہر فردِ نوعِ بشر کے لیے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے اشخاص کے لیے جو کسی ایسی اجتماعیت میں شریک ہوں جو شیطان کو للکارنے کے لیے وجود میں آئی ہو' اُس کی یہ کوششیں دو چند ہو جاتی ہیں۔

پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ اِن لوگوں کے باہمی رشتے کو کمزور کرنے' ان کی جمعیت میں رخنے ڈالنے' ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں کدورت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے' تاکہ یہ بنیانِ مرصوص نہ بن سکیں' ان کے مابین ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں پیدا ہوں اور ایک دوسرے سے بغض اور عداوت پیدا ہو جائے۔

تیسری کوشش اس کی خاص طور پر یہ ہوتی ہے کہ اس اجتماعیت کے نظم کو بگاڑے اور اس نظم میں امیر اور مامورین کے مابین جو ربط و تعلق ہے' اسے خراب کرے۔ اصل میں تو امیر اور مامورین کے مابین یہ تعلق ہی ہے جو کسی نظم کے مؤثر ہونے میں سب سے زیادہ مفید ہے اور یہی چیز فیصلہ کن بھی ہے۔ شیطان کا تیسرا حملہ اس تعلق کو کمزور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول (ii)

سورۃ المائدہ کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں
امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 30 ستمبر 2011ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ سے پیوستہ شمارہ میں امیر محترم کے 30 ستمبر 2011ء کے مفصل خطاب جمعہ کی پہلی قسط شائع ہوئی تھی۔ گزشتہ شمارہ میں اس کی دوسری قسط شائع کی جانی تھی۔ تاہم اس کی جگہ حالات حاضرہ کی مناسبت سے اُن کے 7 اکتوبر کے خطاب بعنوان ''ممتاز قادری کیس کا غیر اسلامی فیصلہ'' کی تلخیص پیش کی گئی۔ اب قدرے تاخیر سے دوسری قسط ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

اِسی سلسلہ کلام میں دو آیات کے بعد مسلمانوں کو تنبیہہ فرمائی کہ

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۵۴)﴾

''اے ایمان والو، اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا ہے۔ (اور) جاننے والا ہے۔''

ارتداد اسلام کو ترک کر کے کفر اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے ایک شخص اسلام کو چھوڑ کر عیسائی ہو جائے۔ یہ قانونی اور ظاہری تضاد ہے، جو بالکل واضح ہے، لیکن ایک باطنی و معنوی ارتداد بھی ہے کہ اوپر تو اسلام کا لبادہ جوں کا توں ہے، لیکن راہِ حق سے اُلٹے پھر گئے ہیں، اہل حق کی بجائے اہل باطل سے، مومنین صادقین کی بجائے یہود و نصاریٰ سے دوستیاں استوار کی جارہی ہیں۔ آیت کے سیاق وسباق میں موالات کفار کی ممانعت کی بات ہو رہی ہے۔ پس ایک لطیف اشارہ اِس جانب بھی ہے کہ اگر تم نے ان سے دوستی رکھی اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اُن کے ایجنڈے کو آگے بڑھاتے رہے تو یہ بھی ایک طرح کا ارتداد ہے۔ یہ ارتداد معنوی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کی نگاہ میں مسلمان نہیں رہو گے، اور تمہارا انجام انہی کے ساتھ ہوگا۔ اگرچہ قانونی طور پر دنیا میں تمہیں مسلمان ہی سمجھا جائے گا، لیکن حقیقت کے اعتبار سے تمہارا شمار اللہ کے دشمنوں کی صفوں میں ہوگا۔

یہ ہیں اہل کتاب کے حوالے سے سخت ہدایات، جنہیں ہم سے پہلے کتابیں دی گئیں تھیں، جو انبیاء کی اولاد تھے، لیکن آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد وہ زمین پر شیطان کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اگلے رکوع میں اسی ہدایت کو ایک اور انداز سے مزید کھولا گیا ہے۔ اندازہ کیجیے، وہ مضمون کہ جس کو ہم نے پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دی، کبھی اس حوالے سے غور ہی نہیں کیا کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے دین نے کوئی راہنمائی دی ہے یا نہیں دی، اللہ کے نزدیک اس مضمون کی کتنی اہمیت ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۵۷)﴾

''اے ایمان والو، جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔''

پیچھے جو آیت آئی تھی اُس میں صرف یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت تھی اب فرمایا کہ اہل ایمان، یہود و نصاریٰ سمیت ان تمام لوگوں کو اپنا دوست نہ بنانا جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی مذاق اور تضحیک کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ اور پھر بقیہ کافر و مشرک ہیں۔ یعنی اب یہود و نصاریٰ کے ساتھ تمام کفار کو بریکٹ کر دیا گیا ہے کہ ہرگز ہرگز ان کو دوست نہ بنانا۔ یہاں کفار سے دوستی کی ممانعت میں جذباتی اپیل بھی ہے۔ یہ سمجھانے اور بات کو ذہن میں بٹھانے کا ایک انداز ہے کہ کفار تمہارے دین کو مذاق کا نشانہ بنائیں اور تم ان سے دوستی رکھو۔ تمہاری غیرت دینی یہ کیونکر گوارا کر سکتی ہے۔ یہ غیرت دینی کے یکسر منافی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھاؤ جو تمہارے دین کو مذاق اور ہنسی کا نشانہ بنالیں۔ آگے قرآن نے اُس وقت کی تضحیک دین کی ایک مثال سامنے رکھ دی، وہ یہ کہ

﴿وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (۵۸)﴾

''اور جب تم لوگ نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ

اسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں، یہ اس لیے کہ سمجھ نہیں رکھتے۔"

کلمات اذان میں اللہ کی توحید اور رسالت محمدیؐ کا اقرار ہو رہا ہے، اور نماز جیسی عبادت جو غایت درجہ کی بندگی ہے، کی طرف بلایا جارہا ہے اور یہ اس کو غیر سنجیدہ انداز میں لیتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا تم اِن لوگوں سے دوستی کرو گے۔ دیکھو، اِن کے لیے اصل باعث تکلیف تمہارا عقیدۂ توحید و رسالت ہے۔ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہ تمہارے عقیدۂ توحید و رسالت سے دشمنی کریں اور تم اُن سے دوستی کی پینگیں بڑھاؤ۔ یہ بھی بتا دیا کہ یہ لوگ اسلام دشمنی کا یہ رویہ اس لیے اپنائے ہوئے ہیں کہ یہ عقل سے عاری ہو چکے ہیں۔ یوں تو یہ اپنے آپ کو بڑے دانا اور عقل مند سمجھتے ہیں، اور یہ سچ ہے کہ انہوں نے ساری دنیا کو لگام دے رکھی ہے، ساری دنیا کا کلچر بدل دیا ہے، ہر جگہ شیطنت کو فروغ دیا ہے، جیسا کہ اس وقت اور پوری دنیا پر ان شیطانی قوتوں کا قبضہ ہے، شیطانی نظام کے سب سے بڑے کسٹوڈین یہ لوگ ہیں، لیکن حقیقت کے اعتبار سے یہ بالکل بے عقل ہیں۔ عقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ حق کو مانتے جب کہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن حکیم اللہ کی سچی کتاب ہے، اور نبی آخر الزماں ﷺ برحق ہیں۔ مگر انہوں نے اپنا اصل مستقبل داؤ پر لگا کر اور اللہ سے ضد بازی شروع کردی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ پس اس سے زیادہ بے عقلی اور بے بصیرتی اور کیا ہوگی۔

اب نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ ان اہل کتاب سے یہ پوچھئے کہ تم ہم سے کس بات کا انتقام لے رہے ہو۔

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩﴾

"کہو کہ اے اہل کتاب تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم اللہ پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان لائے ہیں۔ اور تم میں اکثر بدکردار ہیں۔"

یعنی ذرا سوچ کر یہ بتاؤ کہ ہم مسلمانوں سے تمہاری اتنی ضد کیوں ہے؟ دیکھو، ہم اللہ پر ایمان لائے، جس پر تم بھی ایمان کے دعویدار ہو، اور جو کچھ اللہ نے ہم پر نازل کیا ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور اُن کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، جن پر تم ایمان رکھتے ہو، کیا یہ ہمارا جرم ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی "جرم" ہو تو بتاؤ۔ ظاہر ہے، بات یہ نہ تھی کہ وہ حق کو سمجھ نہ پائے بلکہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی کے سبب حق کی مخالفت کر رہے تھے۔ اسی لیے قرآن نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا اور فرمایا کہ تم میں سے اکثر بدکردار ہیں۔ تم بڑے دعویدار بنتے ہو کہ ہم انبیاء کی اولاد ہیں، صاحب کتاب ہیں، مگر حقیقت میں تمہاری اکثریت انتہائی فاسق اور حد درجہ باغیوں پر مشتمل ہے۔

> "اے ایمان والو، جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ" (القرآن)

اِسی پر بس نہیں کیا بلکہ آگے فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ﴾

"کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں اِس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟"

اور پھر اس کا جواب یہ دیا کہ

﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠﴾

"یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) اُن میں سے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی بندگی کی۔ ایسے لوگوں کا بہت برا ٹھکانا ہے اور وہ سیدھے راستے سے بہت دور (پڑے) ہیں۔"

اگر ایمان باللہ پر استقامت اختیار کرنا اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ کلام کی تصدیق کرنا ہی تمہارے زعم میں مسلمانوں کا جرم ہے اور اِسی وجہ سے تم انہیں موردِ الزام ٹھہراتے ہو، تو آؤ کہ تم کو ایسی قوم بتاؤں جو اپنی شرارت و خباثت کی وجہ سے بدترین خلائق ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، جس پر اُس کا غضب بھڑکا، جس کے بہت سے افراد اپنی مکاری اور سرکشی کے سبب بندر اور سور بنا دیئے گئے اور جس نے اللہ کی بندگی کے راستے کو چھوڑ کر شیطان کی بندگی کی راہ اپنائی۔ اگر تم میں ذرا بھی انصاف کی رمق ہو تو برملا یہ مانو گے کہ یہی گمراہ

پریس ریلیز: 17 اکتوبر 2011ء

وال سٹریٹ پر قبضہ تحریک سرمایہ دارانہ نظام سے عالمی سطح پر اظہار نفرت ہے

نوعِ انسانی کی خوشحالی، باہمی عزت و تکریم اور امن و امان اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام ہی سے ممکن ہے

حافظ عاکف سعید

وال سٹریٹ پر قبضہ تحریک درحقیقت سرمایہ دارانہ نظام سے عالمی سطح پر اظہار نفرت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے نظام ہائے زندگی چاہے اُن کا تعلق معیشت سے ہو یا سیاسی اور سماجی نظام سے ہو، آزمائے جانے کے بعد بُری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ آج کا انسان سوشلزم، کنٹرولڈ سوشلزم اور سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان فٹ بال بنا ہوا ہے۔ کبھی ٹھوکر کھا کر ایک انتہا پر اور کبھی ٹھوکر کھا کر دوسرے انتہا پر پہنچ جاتا ہے۔ سیاسی سطح پر کبھی نظامِ ملوکیت انسانوں کا کچومر نکالتا ہے اور کبھی سرمایہ دارانہ نظام جمہوریت کو یرغمال بنا کر انسانوں کو بدترین استحصال سے دوچار کرتا ہے۔ مصورِ پاکستان علامہ اقبال ایک صدی پہلے اس نظام کی حقیقت دنیا پر منکشف کر چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے پاس اب کوئی راستہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ وہ اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے نظام کی طرف لوٹے جو فطری ہے اور انسان کے جسمانی اور روحانی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس نظام نے آج سے پندرہ سو سال پہلے سیاسی سطح پر حاکم اور عوام میں حائل خلیج دور کردی اور امیر اور غریب سے یکساں سلوک کیا گیا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی مسئلہ بن گیا کہ کوئی لینے والا نہ رہا اور امن و امان کے قیام کی ایسی نظیر قائم کی کہ دنیا امن کا گہوارہ بن گئی۔ اگر آج کا انسان مالی خوشحالی، باہمی عزت و تکریم اور امن و امان کا قیام چاہتا ہے تو اسلام کے عادلانہ نظام کا عالمی سطح پر قیام ناگزیر ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

اور مغضوب قوم ہمارے طنز و استہزا اور دشمنی کی مستحق ہے۔اور یہ قوم کوئی اور نہیں تم خود ہو۔اے یہودیو، تم وہ بدترین لوگ ہو، کہ تمہاری حرکتوں کی بنا پر اللہ نے تم پر لعنت کی، تم پر وہ سخت غضبناک ہوا اور تم پر بار بار عذاب نازل کرتا رہا، تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر شیطان کی بندگی کرتے رہے۔تم نے توحید کا حلیہ بگاڑا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمہیں تمہارے کرتوتوں پر ٹوکا تو تمہارے علماء اور مفتیوں نے انہیں مرتد اور کافر قرار دیا اور اپنے تئیں انہیں سولی پر بھی لٹکا دیا۔تم نے شیطان کی بندگی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔پس تم اپنے مقام و مرتبے کے حوالے سے بدترین خلائق ہو اور راہ حق سے بہت دور جا پڑے ہو۔

یہ نکتہ قابل غور اور لائق توجہ ہے کہ یہود کی اس قدر مذمت کیوں کی جا رہی ہے؟ اُن پر لعنت اور غضب کا ذکر کیوں کیا جا رہا ہے؟ یہود و نصاریٰ کے اِس تفصیلی تذکرے سے دراصل مسلمانوں کو یہ بنیادی پیغام دیا جا رہا ہے کہ کبھی اُن کے راستے پر چل کر شریعت کو بازیچہ اطفال نہ بنانا، کبھی اُن کو دوست نہ بنانا، اُن کو اپنا حمایتی خیال نہ کرنا۔اُن کو دعوت ضرور دی جائے، اگر وہ اسلامی ریاست کی حدود کے اندر ہوں تو اُن کی جان مال، عزت آبرو کی حفاظت بھی کی جائے۔البتہ وہ جزیہ دیں گے اور چھوٹے بن کر رہیں گے اور اللہ کے دین کی بالادستی قبول کریں گے۔Law of the Land اللہ کا ہوگا۔انہیں اس کے تابع ہو کر زندگی گزارنی ہوگی۔ پھر یہ کہ انہیں ایسے اداروں میں داخلے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی جہاں پالیسی معاملات طے ہوتے ہیں۔اس لیے کہ یہ مارِ آستیں ہیں۔ یہ تمہارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہ تمہارے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتے رہیں گے۔لہٰذا ان کے معاملے میں تمہیں محتاط رہنا ہوگا۔

افسوس کہ یہود و نصاریٰ کے حوالے سے قرآنی راہنمائی کو ہم نے بہت بری طرح پامال کیا، اور اب گلہ یہ کرتے ہیں کہ امریکہ نے ہم سے بے وفائی اور طوطہ چشمی کی ہے۔امریکہ کی بے وفائی میں حیرت کی کون سی بات ہے۔اُس کی تو ساری تاریخ بے وفائیوں اور غداریوں سے بھری ہوئی ہے۔اگر آپ ساٹھ سالوں میں بھی اُس کی غداریوں سے سبق نہیں سیکھ سکے تو اِس میں قصور تمہاری عقل کا ہے، امریکہ کا نہیں۔تمہیں اپنی عقل پر ماتم کرنا چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اپنے دین پر چلنے کی توفیق دے۔

(آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

خلافت فورم

☆ ’’وال سٹریٹ پر قبضہ کرو تحریک‘‘ کیا ہے اور کون سا طبقہ اس کو لیڈ کر رہا ہے؟

☆ حالیہ ٹائم سروے کے مطابق یہ تحریک %99 امریکیوں کے دل و دماغ جیت چکی ہے۔کیا ایسا ممکن ہے؟

☆ کیا وال سٹریٹ تحریک کے ذریعے سرمایہ پرستی کا سفینہ ڈوبنے والا ہے؟

☆ کیا روس چین اور دوسرے سابقہ سوشلسٹ ممالک اس تحریک کی مدد کر رہے ہیں؟

☆ کیا یہ تحریک کوئی متبادل نظام معیشت پیش کرتی ہے؟

☆ کیا وال سٹریٹ پر قبضہ کرو تحریک کے پُرتشدد ہونے کے امکانات ہیں؟

☆ وال سٹریٹ پر قبضہ تحریک پاکستان کا رُخ کر سکتی ہے یہاں تو سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ ساتھ جاگیردارانہ نظام بھی عوام کا معاشی استحصال کر رہا ہے؟

☆ اس تحریک میں شامل لوگ امریکہ کی جنگوں میں ملوث ہونے کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟

ان سوالات کے جواب تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ
www.tanzeem.org ”**خلافت فورم**“ میں دیکھئے

تجزیہ کار : **ایوب بیگ مرزا** (ناظم نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

میزبان : **وسیم احمد**

پروگرام کے بارے میں اپنی آراء و تجاویز media@tanzeem.org پر ای میل کریں

پیشکش: شعبہ سمع و بصر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

بقیہ: جہان نو ہو رہا ہے پیدا

تباہی سے دوچار ہوئے تو حکومت نے گلے سڑے سرمایہ دارانہ کا تحفظ کرنے کے لیے انہیں عوام کے ٹیکسوں سے سات سو ارب ڈالر کا بیل آؤٹ پیکج دیا۔ یورپ اور امریکہ کے بہت سے بنکوں سے سود تقریباً ختم کر دیا گیا۔لوگوں سے کہا گیا کہ قرض لے کر کاروبار کریں۔ اِس بحران کے بعد 27 فروری 2008ء کو یورپی پارلیمنٹ کی دعوت پر دنیا بھر کے اقتصادی ماہرین معاشی بحران کے اسباب اور اُس سے نجات کی تجاویز پر غور کے لیے جمع ہوئے۔ وہ یہ جان کر ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے کہ اِس بحران سے دنیا بھر بنکاری نظام شدید طور پر متاثر ہوا، بہت سے بنک بند ہو گئے۔مگر اس سے وہ بنک متاثر نہیں ہوئے جنہوں نے کسی نہ کسی طور سے اسلامی بنکاری کے اصولوں کو اختیار کیا تھا۔تب سے یورپ اور امریکہ ربا فری بینکنگ کی طرف متوجہ ہوئے، اس کے حق میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔ درہم یونیورسٹی کے پروفیسر روڈنی ولسن نے صاف اور دوٹوک الفاظ میں کہا کہ پورے مغرب کی معیشت کو صرف اسلام کے اصول ہی سہارا دے سکتے ہیں، ورنہ یہ ڈوب جائے گی۔ بلاشبہ سود — سرمایہ داری نظام کی سب سے بڑی خرابی — اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ ہے اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کے خلاف جنگ کرنے والے کبھی نہیں جیت سکتے۔

حج کے اخلاقی ومعاشرتی، روحانی اور تربیتی پہلو

شیخ عمر فاروق

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ)) (متفق علیہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور اس میں نہ تو شہوانی اور فحش باتوں کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر گھر لوٹتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

حج کے لغوی معنی کسی کی زیارت کا ارادہ اور قصد کے ہیں۔ جبکہ اصطلاحِ شریعت میں مناسکِ حج کے لیے بیت اللہ کا قصد ہے۔ قرآن حکیم کی آیت ﴿یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ﴾ میں حج اکبر سے مراد یوم النحر یا یوم عرفہ ہے۔ حدیث شریف کی ایک اور روایت کے مطابق عمرہ حج اصغر ہے۔ (مفردات القرآن، امام راغب اصفہانی)

اسلامی عبادات پر گہری نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ان سے نہ صرف بندگیٔ رب کی تعمیل ہوتی ہے بلکہ بہت سے اخلاقی ومعاشرتی، روحانی اور تربیتی پہلوؤں کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ اسلام دین رحمت ہے تو اس کی تعلیمات فوز وفلاح کا باعث ہیں۔

کلمۂ طیبہ کے اقرار سے جہاں لازوال اور غیر متزلزل ایمان ویقین کی دولت ملتی ہے وہاں اس بات کی تربیت بھی حاصل ہوتی ہے کہ ہم سب ایک ہی رب کے بندے ہیں۔ اس سے ذات پات، اونچ نیچ، حسب و نسب اور فخر وغرور کے بت پاش پاش ہو جاتے ہیں اور رسالت پر ایمان سے اندھی تقلید وجہالت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور یہ روشنی ملتی ہے کہ ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور امت کے لیے اتفاق کی راہ صرف یہی ہے کہ آپ ہی کی اتباع کی جائے آپ ہی ہمارے قائد اور امام ہیں۔

نماز میں جہاں ربّ کائنات کی بندگی اور اس کے ان گنت انعامات واحسانات کا شکر ہے، وہاں جسم و جان کی طہارت ونظافت، روح کی بالیدگی اور اطمینان قلب ہے تو اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا باہمی اتحاد، امام کی اطاعت اور نظم وضبط کا مظاہرہ اور آپس میں میل ملاقات سے ان کے آپس کے مسائل ومشکلات کا حل اور ہمدردی وغمخواری کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے جہاں رب تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے وہاں یہ اس کے بندوں کے ساتھ احسان ومروت بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی کا مقصد بھی متعین ہوتا ہے۔ مقصدِ حیات محض دھن دولت اکٹھا کرنا نہیں ہے بلکہ اللہ کی بندگی اور اس کے بندوں کی خدمت سے گوہرِ مقصود کو پانا ہے۔

روزہ جہاں وفاداری اور اطاعت الٰہی کا اظہار ہے، وہاں اُس سے روزہ دار میں ان بھوکوں اور ناداروں کے لیے احساس وشعور بیدار ہوتا ہے جنہیں پیٹ بھرنے کے لیے نانِ جویں بھی میسر نہیں ہے۔ اسے اگر اللہ تعالیٰ دولت سے نوازتا ہے تو وہ اسے محض تجوریوں اور بینکوں میں نہیں رکھتا بلکہ اس میں سے غرباء ومساکین، یتامیٰ اور بیوگان کی مدد بھی کرتا ہے۔

فریضۂ حج کی ادائیگی سے بہت سے اخلاقی وروحانی پہلو روشن ہوتے ہیں۔ آیئے ذرا ان پر نظر ڈالیں۔

نفس کو زیر کرنا

انسان کے جینے کا مقصد محض کھانا پینا اور جبلی خواہشات کو پورا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اصل مقصد تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر وفکر ہے۔ ایام حج میں اس کی تربیت ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ﴾ (البقرہ:197)

''حج کے مہینے معین ہیں جو معلوم ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرے تو ایام حج میں شہوانی اور فحش باتوں سے بچے اور لڑائی جھگڑے سے دور رہے۔''

تقویٰ بہترین زادِ راہ ہے:

حج ہر اس مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس سفر حج کا خرچ موجود ہو اور وہ بھی اس نے جائز اور حلال کمائی سے حاصل کیا ہو۔ اس موقع پر قرآن حکیم کی عظمت و بلاغت پر غور کیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (197)﴾ (البقرہ)

''اور زادِ راہ (یعنی راستے کا خرچ ساتھ لو کہ اس کے بغیر حج نہیں ہو سکتا ہے) (لیکن یاد رکھو اصل) حقیقت تو صرف توشۂ پرہیزگاری ہے (جسے تمہیں ہر حال میں ساتھ رکھنا ہے) اور اے اہل عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔''

پس یہی آیۂ مبارکہ حج کا بنیادی مقصد ہے، بلکہ تمام عبادات کا مقصد مسلمانوں میں صفت تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ اسی سے انسانیت کا کمال اور اس کی معراج ہے۔ بندہ ظاہر اور باطن میں، گھر اور بازار میں، مسجد اور میدان میں، اپنے وطن اور دیارِ غیر میں ہر وقت اور ہر حال میں اپنے خالق ومالک سے ڈرتا رہے، نیکیوں کو اختیار کرے اور برائیوں سے اجتناب کرے۔ یہی اس کی دنیا وآخرت میں کامیابی کی نوید ہے۔

حج کے دوران اس کے لیے آزمائش کی سخت گھڑیاں ہیں۔ اللہ کے گھر پہنچ کر پیغام تقویٰ اس کے دل کو متنبہ اور چوکس رکھتا ہے کہ تمہارا زادِ راہ حقیقت میں مال نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا توشہ ہے، کہیں اسے ضائع نہ کر دینا۔ تم نے اس قدر سفر خرچ برداشت کیا، تم نے راستہ کی مشکلات ومصائب کو سہا ہے، تم اگر حج کو ٹھیک ٹھیک سرانجام دیتے ہو تو رب کائنات تمہیں بے پناہ انعامات سے نوازے گا، تم اس طرح گھر لوٹو گے گویا آج تم دنیا میں پیدا ہوئے ہو اور معصوم بچوں کے ذمہ کون سے گناہ ہوتے ہیں؟ یہ بشارت، یہ خوشخبری کسے مل رہی ہے۔ اسے جس نے حج کو اپنے رب کی اطاعت

اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر ادا کیا۔

دعاو مناجات

حج کیا ہے؟ یہ دیوانہ وار عشق و چاہت کا، خلوص و محبت کا، تسلیم و رضا کا، اطاعت و فرماں برداری کا، وطن سے بے وطن ہونے کا، اسی طرح مظاہرہ ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے لختِ جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور اُن کی فرماں بردار اہلیہ سیدہ بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ان باوفا بندوں کی قربانیاں اس قدر پسند آئیں کہ انہیں نہ صرف شرفِ قبولیت سے نوازا بلکہ ان کے مقدس ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر کو وہ عزت وعظمت بخشی کہ اقصائے عالم کے لوگوں کا وہاں جمع ہونا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کے شعائر کو بجا لانا ضروری قرار دیا۔ اسی وفا شعاری سے جو لوگ حج پورا کرتے ہیں ان کی دعائیں ربّ کائنات کے حضور قبول ہوتی ہیں۔

عالمگیر اجتماع

حج میں جہاں اطراف عالم کے مسلمان رب کریم کے گھر کھنچے چلے آتے ہیں اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہوئے نیکیوں کے طلب گار ہوتے ہیں وہاں ان کو مل بیٹھنے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ ان میں عربی عجمی کی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ کالے اور گورے کا امتیاز بھی جاتا رہتا ہے۔ سب کے سب ایک ہی طرح کے لباس میں نظر آتے ہیں اور سب کی زبانوں پر ایک ہی ترانہ ہوتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ان کے لیے یہ موقع بڑی غنیمت ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاشی، معاشرتی، سیاسی اور تمدنی مسائل حل کریں۔ اس وقت کفر کی تمام طاقتیں اکٹھی ہو چکی ہیں اور وہ مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں۔ ان کا سرغنہ امریکہ ہے۔ فلسطین، افغانستان اور عراق کے علاوہ کشمیر، شیشان اور دنیا کے دیگر خطوں میں جو کچھ ہوا اور اب تک جو ہو رہا ہے وہ ظلم کی طویل داستان ہے، اس پر پورا یورپ اور کافر برادری تماشائی بنی ہوئی ہے اور تعجب وحیرت کی بات یہ ہے کہ اسلامی ممالک نے بھی چپ سادھ رکھی ہے۔ شاید وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کا سرپرست امریکہ ان سے ناراض ہو جائے گا۔ آہ! انہیں لوگوں کی ناراضی کا ڈر ہے مگر اللہ مالک الملک کی ناراضی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ

﴿اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (13)﴾ (التوبۃ)

”کیا تم ان سے ڈرتے ہو، حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم مؤمن ہو۔“

اے عرب ریاستوں میں بسنے والو! تمہیں اللہ نے بے پناہ دولت سے نوازا ہے، اس لیے نہیں کہ بلند و بالا محلات تعمیر کرو اور عیش و عشرت کے مزے اڑاؤ اور اس لیے نہیں کہ شیطان امریکہ مختلف ہتھکنڈوں سے تمہاری دولت چھین کر لے جائے بلکہ اس لیے تمہیں دولت عطا کی گئی ہے کہ تم غریب مسلمان ملکوں کی مدد کرو۔ تمہیں اپنے دشمنوں کے خلاف اسلحہ کی فیکٹریاں لگانی چاہئیں۔ ہوائی جہاز اور ٹینک بنانے چاہئیں۔ میزائل اور توپیں تیار کرنی چاہئیں، تاکہ تم اپنے دشمنوں پر ضرب کاری لگا سکو۔ آج عراق، افغانستان، کشمیر میں مسلمان تمہاری امداد کے مستحق ہیں۔ ان کے مکانات کھنڈر بن چکے ہیں۔ وہ لاکھوں کی تعداد میں شہید ہو چکے ہیں۔ اور اسی قدر تعداد میں کھلے آسمان کے نیچے کیمپوں میں پڑے ہیں۔ مجھے بتلاؤ کہ یورپ کے بینکوں میں تمہاری دولت سے کون فائدہ اُٹھا رہا ہے؟ تمہارے کھلے دشمن جو تمہاری دولت سے سامانِ حرب تیار کر کے بالآخر تمہارے ہی خلاف استعمال کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دعاو التجا

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَالرِّضَا بِمَا قَضَيْتَ))

”اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو میرے قلب میں جاگزیں ہو اور یقین صادق کا خواستگار ہوں حتیٰ کہ مجھے اس امر کا کامل اطمینان ہو جائے کہ مجھ پہ کوئی مصیبت نہیں آتی مگر صرف وہ جو آپ نے میرے لیے لکھ دی ہے۔“

- قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
- قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
- عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
- حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط وتعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح قرآن حکیم کے آئینے میں

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 35 روپے، اشاعتِ عام: 20 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون 03-35869501

جزیرہ نمائے عرب میں

شرک کے مکمل قلع قمع کا آخری اقدام

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا فکر انگیز خطاب

مکہ فتح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا تدبر ملاحظہ کیجئے۔ اگرچہ آپؐ کو یہ پہلے سے اندازہ تھا کہ قریش میں بالکل دم خم نہیں ہے کہ وہ اسلامی فوج کا مقابلہ کرسکیں، ان کی طرف سے کسی قسم کی مزاحمت کا کوئی امکان ہی نہیں تھا، اسی وجہ سے آپؐ نے صلح کی تجدید سے اعراض فرمایا تھا — لیکن فتح مکہ کے بعد آپؐ نے ایسا نہیں کیا کہ وہاں کے پورے نظام کو یکسر بدل دیا ہو۔ اس کے بالکل برعکس آپؐ نے ان مختلف ذمہ داریوں کو جو قریش کے مختلف خاندانوں کے سربراہوں کی تحویل میں تھیں انہی کے سپرد رہنے دیا، قطع نظر اس سے کہ وہ ایمان لائے ہوں یا نہ لائے ہوں۔ آپؐ نے وہاں کے انتظامی معاملات کو قطعاً نہیں چھیڑا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اپنا کوئی امیرِ حج تک مقرر نہیں کیا کہ اب اس کی سرکردگی میں حج ہوگا، حالانکہ دو ماہ بعد حج ہونے والا تھا۔ بلکہ آپؐ نے نہایت نرم روش اختیار کی اور فتح مکہ کے بعد ذوالحجہ 8ھ میں جو پہلا حج آیا وہ حسب سابق مشرکین ہی کے زیر انتظام و انصرام ہوا — صرف اس فرق کے ساتھ کہ مشرکین اپنے طریق سے حج کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اُمتی موحدین اسلامی طریق پر حج کر رہے تھے۔

فتح مکہ کے دوسرے سال 9ھ میں جب حج کا موقع آیا تو اس میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی شرکت کی اجازت تو برقرار رکھی کہ وہ بھی حج کریں اور مسلمان بھی حج کریں، لیکن حج کے جملہ انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ حضور ﷺ حج کے لیے خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امیرِ حج بنا کر ان کے ہمراہ صحابہ ؓ کا ایک قافلۂ حج بھیج دیا۔

ابوبکر صدیق ؓ کی امارت میں قافلۂ حج روانہ ہو چکا تھا کہ چند دنوں بعد ہی سورۃ التوبہ کی پہلی چھ آیات نازل ہوئیں، جو اِس بات کے اعلان کی حیثیت رکھتی ہیں کہ دراصل اندرون عرب انقلاب محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ اب اہل عرب میں سے مشرکین کے لیے کوئی رعایت نہیں ہے۔ فرمایا:

﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ (1) فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ (2) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (3) اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (4) فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (5) وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (6)﴾

”اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے مشرکوں سے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا (اعلانِ) بیزاری ہے۔ تو (مشرکو تم) زمین میں چار مہینے چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کرسکو گے۔ اور یہ بھی کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ اور حج اکبر کے دن اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی (ان سے دست بردار ہے)۔ پس اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو (اور اللہ سے مقابلہ کرو) تو جان رکھو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکو گے۔ اور (اے پیغمبرؐ) کافروں کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنا دو۔ البتہ جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا ہو اور انہوں نے تمہارا کسی طرح کا قصور نہ کیا ہو اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہو تو جس مدت تک ان کے ساتھ عہد کیا ہو اسے پورا کرو (کہ) اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ جب عزت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور پکڑ لو، اور گھیر لو، اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ کلام اللہ سننے لگے۔ پھر اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ اس لیے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں۔“

قابل غور بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔ ایک بعثتِ خصوصی جو اہل عرب (یعنی بنی اسمٰعیل) کی طرف ہے، جن میں سے نبی اکرم ﷺ خود تھے، جن کی زبان میں حضور ﷺ پر اللہ کا کلام نازل ہوا۔ دوسری بعثتِ عمومی ہے ”اِلٰی کَآفَّةً لِّلنَّاسِ“ یعنی پوری نوع انسانی کی طرف۔ یہ اس وقت موضوع بحث نہیں — البتہ جن کی طرف رسول اللہ ﷺ کی بعثت خصوصی تھی تو ان پر دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت، انذار و تبشیر، تذکیر و موعظت کے ذریعہ حضور ﷺ رسالت کی تمام ذمہ داریاں بنفس نفیس ادا فرما چکے تھے۔ اس طرح ان پر اتمامِ حجت کیا جا چکا تھا، لہٰذا ان کے لیے اب رعایت کا کوئی سوال نہیں تھا۔ ان پر اللہ کا جو عذاب آیا اس کی پہلی قسط غزوۂ بدر کی صورت میں ظاہر ہوئی، جہاں ان کے بڑے بڑے سردار کھجور کے کٹے ہوئے تنوں کی مانند پڑے ہوئے تھے۔ جیسے ابوجہل، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی وغیرہ۔ پھر انہی میں نضر بن حارث بھی تھا جو پکڑا گیا تھا اور بعد میں حضور ﷺ نے اسے قتل

کرایا تھا۔ پھر مختلف غزوات میں بہت سے صنادید مشرکین بتدریج اس دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں مقتول ہوکر واصلِ جہنم ہوتے رہے۔ سورۃ التوبہ کی اِن ابتدائی چھ آیات میں درحقیقت عرب سے شرک کے مکمل خاتمہ اور قلع قمع (Mopping up Operation) کا اعلانِ عام ہے اور یہ بات کھول کر بتادی گئی کہ اب اہلِ عرب میں سے مشرکین کے لیے کوئی رعایت نہیں ہوگی، اب ان سے کوئی نئی صلح نہیں ہوگی۔ صلح کے جو معاہدے پہلے ہوچکے ہیں، ان میں سے کسی کی بھی مدّت ختم ہو جانے کے بعد آئندہ تجدید نہیں ہوگی۔ کسی نے صلح توڑ دی، معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو وہ اسی وقت ختم اور کالعدم ہو جائے گا۔ پھر یہ کہ چار مہینے گزرنے کے بعد پورے عرب میں مشرکین کا قتل عام شروع ہو جائے گا، کسی کی کوئی رُو رعایت نہیں کی جائے گی، کسی کی جاں بخشی نہیں کی جائے گی، سوائے اس کے جو ایمان لے آئے۔ اسے اپنے ایمان کا اقرار واعلان اور ارکان اسلام پہ عمل کرنا ہوگا۔ جو بھی ان شرائط کو پورا کردے گا اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے گا، اُس کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔ رہا یہ معاملہ کہ ان کے دلوں میں ایمان داخل ہوا یا نہیں، اس کا فیصلہ اللہ کرے گا۔ کیونکہ دلوں کا حال وہی جانتا ہے کہ وہ "عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" ہے۔ پس مشرکین مکہ کی جاں بخشی کی صورت اس کے سوا کوئی نہیں تھی کہ وہ کلمۂ شہادت ادا کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ چنانچہ اسی مضمون پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کی بڑی پیاری حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))

"مجھے (اللہ کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پس جب وہ یہ (کام) کریں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال بچالیں گے، سوائے اس کے کہ کوئی اسلام کے قانون کی زد میں آجائے (باقی رہا) ان کا حساب تو وہ اللہ کے ذمے ہے۔"

ان چار مہینوں کے اختتام پر مشرکین عرب میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اسلام نہ لے آیا ہو۔ گنتی کے چار افراد کے بارے میں یہ صراحت ملتی ہے کہ وہ آخر وقت تک کفر پر قائم رہے، لیکن ایسے لوگ معین وقت ختم ہونے سے پہلے ہی سرزمینِ عرب کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔ چنانچہ کوئی حبشہ چلا گیا اور کسی نے شام یا مصر میں پناہ لی — بہرحال خونریزی کا مرحلہ نہیں آیا۔ لیکن اصل میں اس اعلان کی حیثیت جزیرہ نمائے عرب سے کفر و شرک کے استیصال کی ہے کہ اگر اہلِ عرب بنی اسمٰعیل میں سے کوئی بھی انکار کرتا تو اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی جاتی۔

یہ چھ آیات اور نبی اکرم ﷺ کی طرف تفویض کردہ ذمہ داری لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے اور راستہ ہی میں قافلۂ حج کو جالیا۔ جب وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے سلام و دعا کے بعد دریافت فرمایا: "اَمِیْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ" یعنی یہ بات واضح کردیجیے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو امیر بنا کر بھیجا ہے یا مامور بنا کر؟ — کسی اسلامی جماعت میں کسی بھی فرد کے لیے دو ہی صورتیں ممکن ہیں، یا تو وہ خود صاحب امر یعنی امیر ہوگا، یا پھر کسی امیر کے تابع (مامور) ہوگا — حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فوراً کہا: مَامُوْرٌ — یعنی میں امیر بن کر نہیں آیا، میں مامور ہی ہوں، اس قافلۂ حج کے امیر آپ ہی ہیں۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ذمہ یہ کام سپرد کیا ہے کہ آپؐ کی روانگی کے بعد جو چھ آیات نازل ہوئیں ہیں ان کا اعلانِ عام حج کے مجمع میں رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ کی حیثیت سے کردوں۔

پوچھا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی بحیثیت امیر قافلہ حضور ﷺ کی جانب سے اعلان فرما سکتے تھے تو یہ ذمہ داری خصوصیت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیوں کی گئی؟ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ کوئی اہم اور خاص اعلان کسی قبیلہ کے سردار کی عدم موجودگی میں اس کا کوئی قریب ترین عزیز ہی کیا کرتا تھا جو اسی قبیلہ سے تعلق بھی رکھتا ہو۔ اِسی صورت میں اس اعلان کی اہمیت مسلّم ہوتی تھی۔ اگرچہ رشتہ داری کے اعتبار سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خسر تھے، لیکن آپؓ بنو ہاشم میں سے نہیں تھے جبکہ ابھی تک قبائلی نظام بڑی حد تک باقی (Intact) تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ آپؐ کے قریب ترین عزیز بھی تھے اور قبیلہ بنی ہاشم سے تعلق رکھتے تھے، لہٰذا یہ ذمہ داری اُن کو سونپی گئی۔

انقلابِ محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے (Mopping up Operation) کے اِس مرحلے میں ہر نوع کی مزاحمت و رکاوٹ (Resistance) ختم کرکے اور آخری وارننگ دے کر جزیرہ نمائے عرب کی حد تک اسلامی انقلاب کی تکمیل کردی گئی۔ اس بات کا اشارہ سورۃ المائدہ میں بھی ملتا ہے، جہاں فرمایا گیا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:3)

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کرلیا ہے۔"

سورۃ المائدہ کی یہ آیت نہایت اہم، عظیم اور مہتم بالشان مطالب و مفاہیم کی حامل ہے۔ یہودی بڑی حسرت کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ اگر اس مفہوم کی کوئی آیت ہمیں عطا ہو جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو اپنی سالانہ عید کے طور پر مناتے۔ اس آیت میں تکمیل دین کا اعلان ہے۔ یعنی نوع انسانی کو ایک ایسا مستقل اور بھرپور نظامِ زندگی عطا کردیا گیا ہے کہ جس میں قیامت تک کے لیے بنی نوع انسان کے جملہ انفرادی واجتماعی گوشوں سے متعلق نہایت معتدل تفصیلی یا اصولی ہدایات موجود ہیں۔ پھر اسی آیت میں اتمامِ نعمت کا اعلان بھی ہے۔ یعنی نہ صرف یہ کہ دین مکمل ہوگیا بلکہ نعمت کی تکمیل بھی ہوگئی۔ اور نعمت سے یہاں مراد سلسلۂ وحی اور نبوت و رسالت ہے۔ نبوت و رسالت کا بنیادی مقصد لوگوں تک اللہ کے دین کو پہنچانا اور اپنے قول و فعل سے لوگوں پر حجت قائم کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنفسِ نفیس یہ کام کرکے دکھایا اور جزیرہ نمائے عرب کی حد تک دین کو بالفعل غالب فرما کر گویا اتمامِ حجت کا حق ادا کردیا۔ اور اس طرح سلسلۂ نبوت و رسالت بھی اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اب چونکہ اللہ کا آخری اور مکمل پیغام بنی نوع انسان تک پہنچ گیا تھا اور اس آخری وحی کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ نے لے لیا تھا اور دوسری جانب حضور ﷺ کی ذات میں سلسلۂ رسالت بھی اپنے کمال کو پہنچ چکا تھا اور اس میں مزید کسی اضافے (improvement) کی گنجائش نہیں تھی، لہٰذا سلسلۂ وحی اور نبوت و رسالت کو اب ہمیشہ کے لیے منقطع کردیا گیا — اس پہلو سے یہ آیت اتمام واختتامِ نبوت و رسالت کی بھی دلیل ہے۔

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

جہاں نو ہو رہا ہے پیدا

محبوب الحق عاجز

"We Want Global Change"

یہ اُس تحریک کا نعرہ ہے جو ''وال سٹریٹ پر قبضہ کرو'' کے عنوان سے 17 ستمبر 2011ء کو امریکہ کے شہر نیویارک سے شروع ہوئی اور اب امریکہ کی جغرافیائی سرحدیں عبور کر کے خطہ ارضی کے طول و عرض میں پھیل چکی ہے۔ 15 اکتوبر کو گلوبل ایکشن ڈے کے طور پر منایا گیا، جس میں دنیا بھر کے نصف سے زائد ممالک کے 950 شہروں کے لاکھوں افراد نے شرکت کر کے امریکی عوام کی تائید کی اور سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کے خلاف اپنی نفرت اور غم و غصہ کا اظہار اور اُس کے خاتمہ کا مطالبہ کیا۔

''قبضہ کرو تحریک'' بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف وسائل سے محروم اور پسے ہوئے عوام کی فرسٹریشن کا اظہار ہے، جو سب سے پہلے امریکی عوام نے کیا، بعد ازاں اُن کی دیکھا دیکھی دنیا بھر کے غریبوں، بے روزگاروں اور سرمایہ داری کے ڈسے ہوئے لوگوں کو بھی اپنا درد یاد آ گیا، اور وہ نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ یہ مظاہرین سرمایہ دارانہ نظام کے زیر اثر عدم مساوات، معاشی ناہمواریوں اور اقتصادی خرابیوں کے خلاف اس لیے متحد ہوئے ہیں کہ احتجاج کے ذریعے ایک ایسی عالمی تبدیلی لائیں، جس سے معاشی عدم مساوات اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو اور وسائل پر ایک محدود اقلیت کی بالادستی کا قلع قمع کیا جاسکے۔ عالمی مظاہروں کے منتظمین نے اپنی ویب سائٹ میں اپنے پیغام میں کہا ہے کہ ہمارے احتجاج کا مقصد عالمگیر تبدیلی کا آغاز ہے جو ہم پوری دنیا میں برپا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ایک آواز ہو کر دنیا بھر کے سیاستدانوں، معیشت دانوں اور مالیاتی اداروں کے مالکان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنا چاہتے ہیں۔

امریکہ جو اِس تحریک کا مرکز ہے، وہاں مظاہرین کا کہنا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے محافظ حکمرانوں نے بنکوں کو بھرپور منافع کمانے کے مواقع دیئے، جس سے بے روزگاری بڑھی۔ لہٰذا حکومتی معاملات میں بڑے کاروباری اور مالیاتی اداروں کی بالادستی ختم کی جائے۔ یہ لوگ برملا کہہ رہے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے امریکہ کی چالیس فی صد دولت صرف ایک فی صد آبادی کے ہاتھ میں ہے جو دوسروں کے مقابلے میں ٹیکس بھی بہت کم ادا کرتے ہیں۔ کرپشن کے باعث دیوالیہ ہونے والے بنکوں کو بیل آؤٹ کی صورت میں نوازا جا رہا ہے تاکہ سرمایہ دارانہ نظام کا تحفظ کیا جا سکے، دوسری جانب محنت کشوں کی بڑی تعداد کو جبری بے روزگاری کا سامنا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد 25 فی صد تک پہنچ گئی ہے۔

امریکی جریدے کرسچن سائنس کے مطابق ایک محتاط جائزے کی رو سے امریکی نوجوانوں کے بارے میں کی جانے والی سٹڈی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پچیس سے چالیس سال تک کے ساٹھ لاکھ امریکی ابھی تک اپنے والدین کے ساتھ رہنے پر مجبور ہیں (حالانکہ مغربی کلچر میں اس کی کہاں گنجائش ہے) اِن کی ایک بڑی تعداد شادی سے بھی گریزاں ہے۔ کیونکہ وہ شادی کر کے ایک اور کھانے والے فرد کا اپنی فیملی میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ رپورٹ کے مطابق اِن ساٹھ لاکھ افراد میں شامل شادی شدہ نوجوان اور افراد اپنے خاندان میں بچوں کی پیدائش کا بھی فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں، کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ کمزور معاشی حالات اور جابرانہ سرمایہ داری نظام کے باعث اُن کی ملازمتیں عارضی ہیں، لہٰذا وہ دنیا میں نئے بچے لا کر اُن کا مستقبل روشن نہیں کر سکتے۔

امریکہ کو سرمایہ دارانہ نظام کا امام سمجھا جاتا ہے، مگر وہاں غربت و افلاس کا یہ عالم ہے کہ 46.2 ملین افراد جو کل آبادی کا 20 فی صد بنتے ہیں انتہائی غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور سال 2010ء کے مقابلے امسال اِس شرح میں 2.6 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ امریکہ میں بے روزگاری اور غربت کی شرح میں مسلسل اضافہ اِسی جانب اشارہ ہے کہ سود کی لعنت میں گرفتار صیہونی مالیاتی نظام کی وجہ سے امریکی معیشت تنزل کا شکار ہے۔ حالات اِس قدر دگرگوں ہیں کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری اور غربت کے باعث ترقی پذیر ممالک کی طرح امریکہ میں بھی متوسط طبقہ ختم ہو رہا ہے، اور مستقبل میں دو ہی کلاسیں دکھائی دیں گی۔ ایک انتہائی غربت زدہ لوگ اور دوسری اشرافیہ۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ امریکہ میں ہر اُس شہری کو غریب شمار کیا جاتا ہے جس کا خاندان چار یا اُس سے زائد افراد پر مشتمل ہو اور اُس کی سالانہ آمدنی 22314 ڈالر یا اُس سے کم ہو۔

امریکی عوام کا المیہ یہ بھی ہے کہ وہ صیہونی ٹولے کی گرفت میں ہیں۔ وہ ٹولہ جسے اُن کے رہنما سابق امریکی صدر بنجمن فرینکلن نے دو سو سال پہلے (1789ء) دستوری کنونشن میں خون آشام چمگادڑ اور مہیب خطرہ قرار دے کر دستوری پابندی کے ذریعے انہیں امریکہ سے نکال باہر کرنے کی تاکید کی تھی اور یہ تنبیہہ بھی کر دی تھی کہ ''اگر انہیں خارج نہ کیا گیا تو وہ سو سال سے کم عرصے میں ہمارے ملک میں اتنی زبردست یلغار کریں گے کہ ہمیں تباہ کر کے ہماری حکومت پر قبضہ کریں گے...... یہودی جس سرزمین میں بھی جا کر بسے، انہوں نے ہمیشہ اقتصادی طور پر اُس ملک کا گلا گھونٹا، جس کی واضح مثال سپین اور پرتگال ہیں۔'' آج فی الواقع صیہونیوں نے امریکہ کی قوت کے مراکز پر قبضہ کر لیا ہے، اور اُس کے ذریعے اپنے مذموم شیطانی عزائم کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ امریکی حکام اُن کے ہاتھوں میں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ تمام مالیاتی اداروں اور کثیر القومی کمپنیوں پر اُن کی اجارہ داری ہے۔ امریکی حکمران عوام کے مفادات کا تحفظ کرنے کی بجائے اِن کمپنیوں کے مفادات کی نگہبانی کرتے ہیں۔ اِس کے بدلے یہ کمپنیاں غریب عوام کا استحصال کر کے اعلیٰ حکام اور سیاسی جماعتوں کے مفادات کو پیش نظر رکھتی ہیں، انہیں انتخابات کے موقع پر کروڑوں ڈالر کے فنڈ فراہم کرتی

ہیں۔ اِن جماعتوں سے یہ وعدہ لیا جاتا ہے کہ برسرِاقتدار آکر وہ مزدوروں، کاریگروں اور ملازمت پیشہ افراد کے مفادات کا تحفظ کرنے کی بجائے اِن کمپنیوں کے مفادات کو مقدم رکھیں گے۔ یہودی چمگادڑ اپنی چالوں سے انتخابات میں من پسند نتائج بھی حاصل کرلیتے ہیں اور پھر حکومتوں سے من چاہے فیصلے بھی کرواتے ہیں۔ حکمران انہی کمپنیوں کے مفادات اور سرمایہ دارانہ نظام کے محافظ ہوتے ہیں۔ اِن کمپنیوں کے دباؤ پر وہ نہ تو ایسی پالیسیاں بناتے ہیں اور نہ انہیں لاگو کرتے ہیں جن سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔

امریکی عوام کی تحریک سرمایہ داری نظام کے ساتھ ساتھ واشنگٹن کی توسیع پسندانہ پالیسیوں جنگجوازم اور گلوبلائزیشن کے خلاف بھی اظہار ناراضی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مظاہرین معاشی ناہمواریوں اور عدم مساوات کے علاوہ اپنے حکمرانوں سے بیرون ملک چھیڑی گئی نارروا جنگوں کے خاتمے اور پاکستان، افغانستان اور یمن میں ڈرون حملے ختم کرنے کا بھی مطالبہ کررہے ہیں۔ اِس لیے نہیں کہ انہیں بیرونی دنیا سے کوئی ہمدردی ہے، اُنہیں مقہور و مظلوم مسلمانوں کے دکھوں کا کچھ احساس ہے، بلکہ اس لیے کہ اِن جنگوں نے انہیں معاشی تباہی اور ابتری کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اِن کے ملک کے وسائل جو اُن کی بہبود پر خرچ ہونے چاہئیں تھے، بیرون ملک توسیعی عزائم کی تکمیل میں جھونکے جارہے ہیں۔ عراق اور افغانستان پر مسلط امریکی جنگوں کے بھاری بھرکم اخراجات نے احساسِ برتری سے سرشار مگر خوابِ غفلت میں مدہوش امریکیوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ طالبان اور اسلام دشمنی کے جذبہ رکھنے کے باوجود انہیں یہ ادراک ہوگیا ہے کہ امریکہ نے افغانستان اور عراق کی جنگوں میں چار کھرب ڈالر کے اخراجات کرکے اپنی معیشت پر کلہاڑا چلایا ہے۔ ظاہر ہے، یہ جنگیں بھاری سود پر قرض لے کر لڑی جارہی ہیں۔ امریکی ہر سیکنڈ میں اِن جنگوں میں 5 ہزار ڈالر پھونک دیتے ہیں۔ جس سے نہ صرف امریکہ کے بیرونی قرضوں میں اضافہ ہورہا ہے بلکہ اُسے ہر سال بھاری قرضوں پر 1.6 کھرب ڈالر سود کی ادائیگی بھی کرنی پڑتی ہے۔ افغانستان اور عراق کے علاوہ دنیا کے دیگر خطوں میں بھی امریکی استعمار نے اپنی شیطانی مداخلت کاری کا جال پھیلا رکھا ہے۔ امریکی افواج اور سی آئی اے کے 120 ممالک میں خفیہ آپریشنوں پر بھی اخراجات ہورہے ہیں جو امریکی معیشت کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ اِن پالیسیوں کے نتیجے میں امریکہ خوفناک معاشی تباہی کے دہانے کھڑا ہے۔ حالات اِس قدر ناگفتہ بہ ہوچکے ہیں کہ جنگوں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے سماجی شعبے میں کیے جانے والے اخراجات میں کٹوتیاں کی جارہی ہیں۔ صحت کا شعبہ اِس معاملے میں سب سے زیادہ متاثر ہورہا ہے۔ ''قبضہ کرو تحریک'' کا خیال ہے کہ واشنگٹن کی چودھراہٹ اور جارحانہ پالیسیوں نے امریکی معیشت کو بری طرح نقصان پہنچایا ہے۔ پھر یہ کہ اِن پالیسیوں سے دنیا بھر میں امریکیوں کے لیے کاروبار کے مواقع بھی محدود ہوگئے ہیں اور اُن کی زندگیاں بھی مستقل خطرات سے دوچار ہیں۔ وال سٹریٹ پر قبضہ تحریک میں حال ہی میں امریکہ کے مشہور فلم ساز اور نقاد مائیکل مور شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے امریکہ کی فوجی قوت کے بے محابا استعمال پر بہت خوب طنز کیا ہے، جسے امریکی اربابِ اختیار کو ضرور سمجھنا چاہیے۔ اُس نے دوٹوک انداز میں کہا ہے کہ ''ایران، سوڈان اور کیوبا (جنہیں امریکہ اپنا دشمن سمجھتا ہے) کے تجارتی ادارے امریکہ سمیت ساری دنیا میں دھڑلے سے کاروبار کررہے ہیں جبکہ تیسری دنیا کے اکثر ممالک میں امریکی کمپنیاں سیکیورٹی خدشات کی بنا پر اپنے دفاتر پر بورڈ بھی آویزاں نہیں کرسکتیں۔ ہمارے سفیروں کو میزبان ملک میں بکتر بند گاڑیاں استعمال کرنا پڑتی ہیں۔ جبکہ روس اور چین کے سفارت کار سڑک کنارے واقع ریستورانوں میں کافی پیتے نظر آتے ہیں۔''

وال سٹریٹ پر قبضے کی تحریک کا انجام کیا ہوگا؟ یہ اپنے اہداف و مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوگی، اس بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ تاہم ایک بات بالکل واضح ہے کہ سرمایہ داری کے ڈسے عوام نے اِس تحریک کے ذریعے کیپیٹل ازم اور اُس کے ہولناک نتائج کے خلاف اپنی شدید نفرت اور بیزاری کا اظہار کرکے اِس نظام کا کھوکھلا پن اور استحصالی ہونا بالکل آشکارا کردیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کا موجد صیہونی مافیا ہے۔ صیہونیوں نے 1694ء میں بنک آف انگلینڈ کے قیام کے ذریعے پوری دنیا کو اپنے سودی شکنجے میں جکڑنے کا آغاز کیا۔ بعد ازاں دنیا بھر میں بنکاری نظام کا جال پھیلا کر دنیا کے معاشی وسائل پر قبضے کے منصوبے کو آگے بڑھایا۔ اور اس وقت عملاً صورتحال یہ ہے کہ بنکاری نظام، عالمی مالیاتی اداروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں پر اجارہ داری کے ذریعے وہ بہت حد تک اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوچکے ہیں۔ سو جیسے بھی ہو سکے وہ اِس نظام کو جاری و ساری رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر تا کجے؟ دنیا بھر کے لوگوں کی بیداری اس بات کی علامت ہے کہ سرمایہ داریت کا بت جس نے یہود اور اُس کے پروردہ سرمایہ دار طبقے ہی کے مفادات کا تحفظ کیا اور عام آدمی کے مفادات سے کوئی سروکار نہ رکھا، اب جلد یا بدیر پاش پاش ہونے کو ہے اور اُس کی جگہ غیر سودی مالیات پر مبنی عادلانہ و منصفانہ اسلامی نظام قائم ہوکر رہے گا، جس میں معاشی خوشحالی کا یہ حال تھا کہ لوگ زکوٰۃ لیے پھرتے تھے، مگر کوئی لینے والا نہ ملتا تھا۔ علامہ اقبال نے یہ کہہ کر سرمایہ پرستی کے خاتمے کی آرزو کی تھی کہ ؎

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر اے روزِ مکافات

اب وہ روزِ مکافات آیا چاہتا ہے۔ سرمایہ پرستی کا سفینہ ڈوب رہا ہے، اور اقبال ہی کی وہ پیشین گوئی پوری ہورہی ہے جو انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کی تباہی کے حوالے سے کی تھی ؎

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا کہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا تھا قمار خانہ

کیمونزم اور کیپیٹل ازم اندھیرے تھے۔ یہ انسانی فطرت سے سراسر متصادم نظام تھے۔ ایک بہت پہلے نابود ہوچکا ہے، یہاں تک کہ اب اُس کے نام لیوا بھی اُس کا نام لینے سے کتراتے ہیں۔ دوسرا اپنے منطقی انجام کی طرف رواں دواں ہے، اور بالآخر مٹ کر رہے گا۔ اسلام روشنی ہے، اور روشنی کو پھیلنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اندھیروں میں بھٹکتی دنیا اسی روشنی کی تلاش میں ہے۔

اے ساکنانِ زمین، اے خطہ ارضی کے باسیو! سرمایہ داریت کے خلاف سراپا احتجاج مظاہرین کے جلو میں اُس خاتون کی صدا پر کان دھرو جو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ

"Let's Bank the Muslim way."

اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ آواز نئی نہیں بلکہ یہ اُسی آواز کا تسلسل ہے جو موجودہ عالمی مالیاتی بحران کے آغاز پر 2008ء میں بلند ہونے لگی تھی۔ دنیا کی معیشت کا مرکز وال سٹریٹ اور سود پر چلنے والے بڑے بڑے ادارے

(باقی صفحہ 5 پر)

اسلام، ایک مکمل ضابطۂ حیات

راحیل گوہر

اس حقیقت سے ہر باشعور انسان خوب اچھی طرح واقف ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا علم، علم کامل ہے، اور یہ اس کی ان گنت ذاتی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اس کے برعکس مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے اور انتہائی محدود ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''لوگ اس کے علم میں کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے، اِلّا یہ کہ جتنا وہ (خود ہی سے کسی کو) دینا چاہے۔'' (البقرہ:55)۔ پھر انسان کے اس وہبی علم میں کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے۔ انسان کا علم خواہ کسی نوعیت کا ہو وہ علم ناقص ہے۔ یہ علم ناقص بسا اوقات انسان کی خود ساختہ توجیہات اور تاویلات سے اس کے لیے فکر وعمل کی گمراہی کا باعث بن جاتا ہے۔ بقول علامہ یوسف القرضاوی ''انسان کا ناقص فہم دین تو اس کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ اس بے بصیرتی اور بے بضاعتی سے مراد کم علم لوگ ہیں جو اپنے ناقص علم کے باوجود اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ علماء کے زمرے میں شامل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ دین کی بہت سی باتوں کو وہ جانتے ہی نہیں اور جو کچھ وہ جانتے ہیں وہ یہاں وہاں کی کچھ سطحی اور غیر مربوط باتیں ہوتی ہیں۔ ان کے علم میں کوئی گہرائی نہیں ہوتی۔ نہ وہ جزئیات کو کلیات سے مربوط کر پاتے ہیں اور نہ تعارض اور ترجیح کے فن سے آگاہ ہوتے ہیں، اور نہ متشابہات وظنیات کو محکمات کی روشنی میں سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔''

آج ایسے ہی بہت سے سیکولر دانشور سیکولرازم سے مراد وہ معاشرتی و تعلیمی نظام لیتے ہیں جس کی اساس سائنس پر استوار ہو اور جس میں ریاستی امور کی حد تک مذہب کی مداخلت کی گنجائش نہ ہو۔ جبکہ سیکولرازم کی اصل تعریف یہ ہے کہ ''انسانی زندگی کے اجتماعی امور یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت سے اللہ کی دی ہوئی تعلیمات کو یکسر خارج کر دیا جائے۔'' انسانی تاریخ گواہ ہے کہ یہی وہ بنیادی غلطی تھی جو دین کے دائرے میں کی گئی کیونکہ انسانیت کو انسانی زندگی کے ان اجتماعی گوشوں میں اللہ کی راہنمائی کی شدید ضرورت تھی۔ ان اہم ترین گوشوں میں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ سرے سے ہے ہی نہیں جس کو اختیار کر کے انسان ان معاملات میں افراط وتفریط سے بچ سکے۔ سیکولر حضرات کی خواہش اور پوری کوشش ہے کہ پاکستان کو آئینی طور پر سیکولرازم کے راستے پر ڈال دیں۔ اس سلسلے میں وہ اکثر قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کا ذکر کرتے ہیں جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ''وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تم دیکھو گے کہ ہندو ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان مسلمان نہیں رہے گا۔ مذہبی معنوں میں نہیں کہ مذہب افراد کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی معنوں میں ریاست کے شہریوں کی حیثیت سے۔'' حالانکہ قائداعظم کے ان الفاظ کا ہرگز وہ مطلب نہیں تھا جسے ان سیکولر ذہن رکھنے والے افراد نے صحیفۂ آسمانی سمجھ کر اپنی تحریروں کا مرکز وماخذ بنا رکھا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تقسیم ہند کے موقع پر جبکہ فرقہ ورانہ کشیدگی اپنے عروج پر تھی، اقلیتیں تذبذب اور غیر یقینی کی کیفیت سے دوچار تھیں، ان مخدوش حالات میں قائداعظم نے اقلیتوں کو احساسِ تحفظ دینے اور مستقبل کے بارے میں شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے ان الفاظ کا سہارا لیا تھا۔ اگر ان کے الفاظ پر غور کیا جائے تو ان میں بھی اسلام کی رواداری اور اخوت کی بے مثال تعلیمات کی جھلک نظر آتی ہے۔ قائداعظم کے ان الفاظ کا مقصد سیکولرازم کو فروغ دینا اور ریاست کی عمارت کو اس کی بنیاد پر استوار کرنا ہرگز نہ تھا۔ اب اگر انسان میں وہ عقل سلیم ہی نہ ہو کہ وہ بین السطور حقائق کو سمجھ سکے تو یہ اس کی اپنی خامی ہے۔ یہ سیکولر حضرات قرآن حکیم کے مقامات کی تفسیر بھی اپنے فہم قرآن کے آئینے میں کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک ''دانشور'' سورۃ الکافرون کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی زبان سے کہلوا دیا: کہہ دو تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے۔'' حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ محض ترجمہ قرآن سے آیات کی گہرائی اور اصل مفاہیم ومطالب کو سمجھ لینا ممکن نہیں ہے۔ جب تک کسی آیت یا سورۂ مبارکہ کا شان نزول یا پس منظر معلوم نہ ہو، اس کے مفہوم کا صحیح ادراک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سورۂ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کو ہر قسم کا دنیاوی لالچ دے کر عاجز آ گئے اور آپؐ اپنے موقف پر سختی سے ڈٹے رہے تو انہوں نے ایک نئی تجویز آپؐ کے سامنے رکھی کہ چلیے، ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال آپؐ ہمارے معبودوں لات اور عزیٰ کی عبادت کریں، پھر ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کر لیں گے۔ گویا Give and Take والا معاملہ ہو جائے۔ اس پس منظر میں یہ سورۂ مبارکہ (سورۃ الکافرون) نازل ہوئی۔ اس میں واضح طور پر فرما دیا گیا کہ اے نبی آپؐ کفار کے باطل دین اور ان کے معبودوں کی پوجا پاٹ سے قطعی برأت، بے زاری اور لاتعلقی کا اعلان کر دیں اور ان کو اچھی طرح جتلا دیں کہ دین کفر اور دین اسلام ایک دوسرے سے قطعی جدا ہیں۔ ان کے کبھی بھی ایک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ ''اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔'' حیرت کی بات ہے کہ ان حضرات نے یہ نہ دیکھا کہ قرآن حکیم نے معاشرتی زندگی سے متعلق احکامات دیئے ہیں، سیاسی زندگی کے اصول ومبادی بتائے ہیں، معاشی واقتصادی تعلیمات دی ہیں، نجی اور خانگی زندگی کے اصول بتلائے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ کیا اسلام پھر بھی ضابطہ حیات نہیں ہے۔ پھر یہ کہ قرآن نے آپؐ کی زندگی میں بہترین نمونہ کا تذکرہ کیا ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی

حیات طیبہ جامع الصفات ہونے کے ناتے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی نہیں کرتی؟ قرآن حکیم میں اسلام کے لیے مذہب کی بجائے دین کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ اور دین وہی ہوتا ہے جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے حوالے سے جامع رہنمائی موجود ہو۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن حکیم میں اسلامی ریاست کا کوئی ڈھانچہ موجود ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اگر ہم سورۃ الحج کی آیت 41 کا مطالعہ کرلیں تو صورت حال واضح ہو جائے گی۔ اللہ فرماتا ہے (ترجمہ) ''اگر ہم زمین میں ان کو اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔ (لوگوں) کو نیکی کا حکم دیں گے، اور برائی سے منع کریں گے۔'' اس آیت مبارکہ میں اسلامی حکومت کے نصب العین اور حکمرانوں کی اساسی ذمہ داریوں کو صاف طور پر بیان کردیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ آجاتی ہے کہ اسلامی حکومت کس چیز کا نام ہے؟ پولیٹیکل سائنس کا ایک ابتدائی طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ حکومت بغیر ریاست کا تصور ممکن ہی نہیں اور ریاست کے بغیر حکومت بے بنیاد ہے۔ ریاست اگر تصور ہے تو حکومت اس کے عملی اظہار کا ذریعہ ہے۔ اس طرح حکومت اور ریاست ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ آخر میں مولانا مودودیؒ کے کتابچہ ''اسلام کیا ہے'' سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

> ''ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی دین کا نام نہیں ہے جسے پہلی مرتبہ محمد ﷺ نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانئ اسلام کہنا صحیح ہو۔ قرآن اس امر کی پوری صراحت کرتا ہے کہ خدا کی طرف سے نوع انسانی کے لیے ہمیشہ ایک ہی دین بھیجا گیا اور وہ ہے اسلام، یعنی اللہ کے آگے سر جھکا دینا۔ اسلام محض ایک مذہبی عقیدہ اور چند عبادات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک جامع سسٹم (مکمل ضابطہ حیات) ہے جو دنیا سے زندگی کے تمام ظالمانہ اور مفسدانہ نظاموں کو مٹانا چاہتا ہے اور ان کی جگہ ایک اصلاحی پروگرام نافذ کرنا چاہتا ہے۔ جس کو وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بہتر سمجھتا ہے۔''

کالم آف دی ویک

اسلام کو مطعون کرنے کے اثرات

''مٹانے والے مجھے خود ہی مٹتے جاتے ہیں''

پروفیسر خباب احمد خان

طعن (Taunt) طنز، ملامت اور حرف گیری کو کہتے ہیں۔ طعن و تشنیع کا سلسلہ افراد میں بھی ہوتا ہے اور جماعتوں میں بھی۔ طعن آمیزی اچھے لوگوں کا شیوہ نہیں سمجھا جاتا۔ معاشرت میں جوں جوں سطحیت غالب آرہی ہے، طعن آمیز گفتگو اور تحریر کا رواج بھی بڑھتا چلا جارہا ہے۔ دنیا پر جب سے ''مغربیت'' کا غلبہ ہوا ہے مادیت نے ''سطحیت'' کو ایک ''آرٹ'' بنا دیا ہے۔ لذتِ دہن نے فکر و نظر پر تسلط حاصل کرکے ذہنی وسعت کا خاتمہ کردیا ہے۔ تنگ نظری نے وسیع النظری پر گرفت ایسی مضبوط کرلی ہے کہ جو ''خوب'' تھا اسے بتدریج ''ناخوب'' بنا دیا گیا۔ ''جنوں'' کو ''خرد'' اور خرد کو ''جنوں'' کہنا باقاعدہ ''فن'' کی شکل اختیار کرگیا۔ محبوب کو مبغوض ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا معمول بن گیا۔ جب سے ابلیسی ہتھیار ''میڈیا'' مغرب کے ہاتھ آیا ہے مجرم کو محرم بنانا اور محرم کو مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کرنا انتہائی آسان ہوگیا ہے۔ تعصب کو رواداری کا جامہ پہنا دیا گیا ہے۔ ظلم کو انصاف اور عدل کو جور کے مفہوم میں استعمال کیا جانے لگا ہے۔

''نائن الیون'' کے بعد اسلام کو تواتر سے مطعون کیا گیا۔ قرآن اور صاحب قرآن کی توہین پے در پے کی جانے لگی۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کی فصیلیں کھڑی کرکے چہار جانب دہشت گردی کے الزام کا حصار کھینچ دیا گیا۔ اسلام کے خلاف سنگین الزامات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کے واقعات کے ذریعے کوشش کی گئی کہ دنیا کو اسلام اور مسلمانوں سے دور کیا جائے۔ پروپیگنڈے اور دجل کے زور پر حقائق کو جھٹلانے کی پے در پے مساعی کی گئیں۔ پادریوں سے پوپ بینی ڈکٹ تک، بش سے ٹونی بلیئر تک، رمز فیلڈ سے ڈک چینی تک، مولن سے اوباما تک، واشنگٹن پوسٹ سے نیویارک ٹائمز تک، سی این این سے بی بی سی تک، من موہن سے نیتن یاہو تک دہشت گردی کے افسانے اس طرح ڈرامائی انداز میں آگے بڑھاتے رہے کہ لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں۔ مسلمان خواتین سے نقاب نوچنے والے یہ دعویٰ کرتے پائے گئے کہ ''حقوق نسواں'' صرف مغربی تہذیب میں ہیں، اسلام میں خواتین کی حیثیت مردوں کے غلاموں جیسی ہے۔

اعدائے اسلام نے یہ نہ سوچا کہ پے در پے الزامات اور پروپیگنڈے کے جہاں منفی پہلو ہوتے ہیں، وہاں اس کا مثبت پہلو بھی ہے۔ اسلام کے بارے میں مغربی حکومتوں، مقتدرین، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے معاندانہ رویے کے باعث مغرب کے باسیوں خصوصاً خواتین میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا تجسس بڑھا کہ آخر یہ مذہب کیا ہے، جس کے خلاف اتنے سنگین الزامات عائد کیے جارہے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ شروع کیا اور مسلمانوں کے ساتھ تعلق قائم کرکے ان کے رویے کا جائزہ بچشم خود لیا۔ اس سے انہیں احساس ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب میں جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے رہن سہن اور سوچ کا انداز اس سے بالکل برعکس ہے۔ اس کے نتیجے میں ''نائن الیون'' کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں حیران کن اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ امریکا کے ادارے ''پیو فورم'' (Pew Forum) کے مطابق 2001ء میں برطانیہ میں مسلمانوں کی کل تعداد 16 لاکھ تھی اب ان کی تعداد 29 لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اگر اسی رفتار سے برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی تو اندازہ ہے کہ 2030ء تک مسلمانوں کی تعداد 55 لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ اسی طرح کثیر المذاہب تنظیم فیتھ میٹرز (Faith Matters) کی ایک تازہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ برطانیہ میں 2000ء تک

اسلام قبول کرنے والوں کی سالانہ تعداد 60000 تھی۔ دس سال بعد 2010ء میں بڑھتے ہوئے 100000 تک پہنچ گئی ہے۔ ان لوگوں میں اکثریت خواتین کی ہے۔ نائن الیون سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی خواتین کا تناسب 50 فیصد تھا لیکن گزشتہ دس برس میں یہ تناسب 70 فیصد سے آگے نکل چکا ہے۔ اس ریشو سے اسلام کی قبولیت کی شرح بڑھنے پر مغربی مفکرین اور تجزیہ نگار سر پکڑے ہوئے ہیں۔

مذہبی امور پر گرفت رکھنے والے ماہرین اور تجزیہ کاروں کا خیال یہ ہے کہ قبولیت اسلام کی شرح بڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کے باسی چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین اپنی معاشرتی زندگی سے خوش نہیں۔ مادیت کی چکا چوند نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر رکھا ہے مگر ان کو جس قلبی بے اطمینانی کا سامنا ہے، اس کا علاج مغرب کے پاس نہیں۔ خواتین کے کثرت سے مشرف بہ اسلام ہونے کے متعلق ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کی بڑی وجہ خواتین کی وہ متجسسانہ طبیعت اور مزاج ہے جو مردوں کے مقابلے میں خاصا زیادہ ہے۔ نائن الیون کے بعد اسلام کو جتنا زیادہ مطعون کیا گیا، خواتین میں اپنے مزاج کے مطابق تجسس بڑھنا لازمی امر تھا۔ سو اسی وجہ سے انہوں نے اسلام کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی خواہر نسبتی (Sister in Law) لورین بوتھ کے کہنے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”انہیں اس تاثر کے پیش نظر کہ اسلام مغربی معاشرے کا دشمن ہے یہ جاننے کا سخت تجسس ہوا کہ ہمارا دشمن کیسا ہے؟ 2008ء میں میں غزہ و غرب اردن گئی تو مسلمانوں کو جاننے کا موقع ملا۔ رفاح کے پناہ گزین کیمپ میں جب میں نے ایک مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک خاتون نے نکل کر السلام علیکم، تفضل! کہہ کر گلے لگایا تو مجھے ایسا لگا کہ جیسے میں تاج محل میں داخل ہو رہی ہوں۔ میں نے سوچا کہ غالباً یہی وہ مذہب ہے جو میں قبول کرنا چاہتی تھی۔ میرے خیال میں سرد جنگ کے خاتمے کے بعد مغرب کو ایک دشمن کی تلاش تھی۔ عام لوگوں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہی نہیں، نہ اُسے سمجھا۔ مجھے ایران کی ایک مسجد میں جانے کا موقع ملا۔ وہاں مسجد میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر ایسا محسوس ہوا کہ گویا کسی نے مارفین کا انجکشن لگا دیا ہے اور امن کی آغوش میں چلی گئی۔ زندگی میں پہلی بار اپنے چاروں طرف ایک عجیب وغریب خاموشی کا احساس ہوا۔ اس عالم میں میں سوگئی۔ صبح مسجد کے صحن میں آنکھ کھلی تو میں نے فیصلہ کرلیا میں اپنی پرانی زندگی کی طرف نہیں لوٹوں گی۔ دراصل یہی مذہب ہے جسے میں قبول کر سکتی ہوں۔ جب میں نے اپنی بیٹی کو بتایا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو اس نے کہا کہ کیا مسلمان بننے کے بعد بھی آپ میری ماں رہیں گی؟“ لارین بوتھ کی بیٹی بے حد خوش ہے کہ اس کی والدہ نے اسلام کی قبولیت کے بعد شراب اور سگریٹ نوشی ترک کر دی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ جب گیارہ سال کی ہوگئی تو اپنی ماں کی طرح اسلام قبول کر کے حجاب پہننا شروع کر دے گی۔

لارین بوتھ کی طرح مریم فرانسو سارہ جس کے والد فرانسیسی اور والدہ آئرلینڈ سے تعلق رکھتی ہیں، کیمبرج میں حصول تعلیم کے بعد فلموں میں اداکاری کرتی رہیں۔ ”نائن الیون“ کے وقت وہ کیمبرج میں تھیں۔ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر طرف نفرت کی فضا دیکھی تو اسلام کو جاننے کی خواہش ہوئی۔ مطالعہ اسلام میں جوں جوں وہ آگے بڑھیں، ان کا کہنا ہے ”مجھے اس مذہب کے بارے میں اور جاننے کا شوق پیدا ہوا، مطالعے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ لوگوں کی نگاہوں سے اصلی اسلام اوجھل ہوگیا ہے، آزادیٔ نسواں کی زبردست حامی ہونے کے باعث سوچتی تھی کہ حجاب استبداد کی نشانی ہے مگر جب میں نے حجاب پہنا تو اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں آزاد محسوس کیا۔“

فاتحہ امام کیتھولک عیسائی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ لیسٹر میں دوران تعلیم مسلمان لڑکیوں کے ساتھ رہتے ہوئے ایک کتاب 'ریڈیکل اسلام' پڑھنے کے بعد یہ جاننے کی خواہش ہوئی کہ ہر شخص اسلام کو تشدد پسند مذہب کیوں کہتا ہے؟ اسلام کے مطالعے اور مسلم لڑکیوں کے ساتھ رہنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اسلام پر تشدد اور استبداد کے الزامات غلط ہیں۔ مسلمان نارمل انسان ہیں۔ اسلام کے متعلق ایک لیکچر کے دوران اس قدر مغلوب ہوئی کہ میں نے دوران لیکچر ہی اسلام قبول کرلیا۔ میں نے قبولیت اسلام کے بعد اپنا نام سورۃ فاتحہ پر رکھا کہ میری بھی زندگی کا نیا آغاز ہے۔“

اسلام پر طعن اور حرف گیری کرنے والوں کے رویے نے جس انداز میں غیر مسلموں میں اسلام کے متعلق تجسس بڑھایا ہے، اس نے ان کی طعن آمیزی کی حقیقت کھول دی ہے۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے ؎

مٹانے والے مجھے خود ہی مٹتے جاتے ہیں
میں روشنی ہوں ، مرا ہر نشان زندہ ہے

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی، عمر 30 سال، قد 5'6" اردو سپیکنگ ملٹی نیشنل کمپنی میں الیکٹریکل انجینئر کے لیے ترجیحاً رفیقہ تنظیم اردو سپیکنگ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0313-2042861

☆ لڑکا، عمر 35 سال، تعلیم ایف اے، ذاتی کاروبار کے لیے —— اور لڑکی عمر 30 سال، صوم وصلوٰۃ کی پابند، سلیقہ شعار، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ پنڈی، ہزارہ سے تعلق رکھنے والے دیندار گھرانے رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0301-4576107

☆ 29 سالہ دوشیزہ، تعلیم ایم اے اردو، ذات مغل (قرآن اکیڈمی لاہور سے دینی تعلیم کا کورس کر رکھا ہے) کے لیے نیک سیرت گھرانے سے برسر روزگار رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-9440999

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت بھٹی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 35 سال، تعلیم ایم اے اکنامکس، ایم کام سرکاری آفیسر (گریڈ 18)، پہلی بیوی سے علیحدگی ہوچکی ہے کو عقد ثانی کے لیے حافظہ، عالمہ (مع عصری تعلیم) کا —— اور بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایم بی اے (فنانس) سرکاری آفیسر (گریڈ 17)، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے ذات پات سے بالاتر دینی مزاج کا حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ:

042-35042362/0312-9210342

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی عمر 22 سال، دینی رجحان کی حامل، تعلیم میٹرک، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے فیصل آباد اور گردونواح سے دینی رجحان کے حامل گھرانے سے نیک رشتہ مطلوب ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-7750356

☆ گجرات میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے تعلیم بی اے ڈی آئی ٹی کمپیوٹر سائنس، عمر 30 سال، سمارٹ، خوبرو، ذاتی کمپیوٹر بزنس —— بیٹی تعلیم ایم اے (اسلامیات) بی ایڈ، عمر 32 سال، ایک یونیورسٹی میں پڑھانے کا تجربہ، امور خانہ داری میں ماہر، اور دوسری بیٹی، تعلیم ایم اے (اسلامیات) بی ایڈ، طالبہ ایم ایڈ، عمر 28 سال، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے مساوی حیثیت کے رشتے درکار ہیں۔ صرف والدین رجوع کریں۔

رابطہ برائے: 0322-5937323

رمضان المبارک میں حلقہ سکھر کے زیر اہتمام ہونے والے ترجمۃ القرآن پروگرام

اس سال تنظیم اسلامی حلقہ سکھر کے زیر اہتمام تین مقامات پر ترجمہ وخلاصہ مضامین قرآن کے پروگرام ہوئے، جن کی رپورٹ درج ذیل ہے:

مرکز حلقہ سکھر میں بانی محترم کی آواز میں آڈیوٹیپ کے ذریعہ نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام کا انعقاد ہوا، جس کے لیے قبل ازیں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ یہ پروگرام نماز عشاء سے رات پونے بارہ بجے تک جاری رہتا۔ خواتین کے لیے علیحدہ باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ نماز تراویح حافظ ثناء اللہ پڑھاتے رہے۔ دوران تراویح وقفے میں شرکاء کی مشروبات کے ساتھ تواضع بھی کی جاتی۔ 28 رمضان المبارک کو ختم القرآن ہوا۔ اِس موقع پر جناب غلام محمد سومرو نے رفقاء واحباب کا شکریہ ادا کیا، جو باقاعدگی سے اِس پروگرام میں شریک ہوتے رہے۔ شرکاء کی اوسط حاضری 13 رہی۔ ترجمہ قرآن کا دوسرا پروگرام تنظیم اسلامی شاہ پنجو کے زیر اہتمام گاؤں سوبھو خان مگسی میں شہید عبدالمالک مگسی مسجد میں ہوا۔ اس مسجد کی بنیاد ہمارے بھائی عبدالمالک مگسی شہید (ملتزم رفیق) نے ہی رکھی تھی اور مسجد کے لیے پلاٹ بھی انہوں نے ہی گفٹ کیا تھا۔ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری امیر حلقہ سکھر احمد صادق سومرو نے ادا کی۔ یہ پروگرام نماز عشاء سے رات 12 بجے تک جاری رہتا۔ امیر حلقہ نے 27 رمضان کو ختم قرآن کے موقع پر رمضان اور پاکستان کے تعلق سے خصوصی گفتگو کی۔ پروگرام کے دوران شرکاء کی چائے کے ساتھ تواضع بھی کی جاتی۔ نماز تراویح شاہ پنجو کے ایک حافظ قرآن پڑھاتے رہے۔ یہاں شرکاء کی اوسط تعداد 22 رہی۔ تیسرا پروگرام خلاصۂ مضامین قرآن کا تھا، جو سکھر کے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے "Institute of Business Administration" ایئرپورٹ روڈ سکھر کی مسجد میں حافظ خالد شفیع نے کیا۔ وہ مضامین قرآن کا خلاصہ بیان کرتے رہے۔ یہ پروگرام پونے گھنٹے پر مشتمل ہوتا تھا، جس میں شرکاء کی اوسط حاضری 28 افراد رہی۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

تنظیم اسلامی حلقہ ملتان کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

24 ستمبر 2011ء کو بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی ملتان شہر کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ بعدازاں امیر حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے سورۃ الشوریٰ کی آیات 13 تا 15 کا درس دیا۔ انہوں نے فریضہ اقامت دین اور اُس کے لیے زوردار دعوت پر گفتگو کی۔ درس کے بعد مذاکرہ ہوا۔ درس حدیث کی ذمہ داری نقیب اسرہ قرآن اکیڈمی ملتان منور حسین نے ادا کی۔ انہوں نے حدیث رسول ''انما الاعمال بالنیات'' پر بیان کیا۔ بعد نماز عشاء نقیب اسرہ حضوری باغ روڈ رجب علی نے سیرت رسول ﷺ پر ایمان افروز گفتگو کی۔ سیرت صحابہؓ پر شہزاد احمد نے بیان کیا۔ بعدازاں نائب ناظم اعلیٰ حلقہ پنجاب شمالی خالد محمود عباسی کا خطاب ''تنظیم اسلامی کس مقام پر کھڑی ہے'' بذریعہ آڈیو سی ڈی سنایا گیا۔ دُعائے مسنونہ پر پروگرام کا اختتام ہوا، اور شرکاء کھانا کھانے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اِس پروگرام میں 60 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: ناصر انیس خان)

دعائے مغفرت کی اپیل

- امیر تنظیم اسلامی سمن آباد لاہور کے معاون محمد ظہیر الدین کے سسر قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے
- انجمن خدام القرآن (سندھ) کراچی کے صدر جناب اعجاز لطیف کے برادرِ نسبتی رحلت فرمائے
- ادارہ قرآن اکیڈمی لاہور کے کارکن جعفر علی (ڈرائیور) کی والدہ گزشتہ دنوں وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقاء اور قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللّٰھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم فی رحمتك وحاسبھم حسابًا یسیرًا

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم 'نیو کراچی' میں نوید مزمل کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم نیو کراچی کے امیر مصطفیٰ جنیدی بغیر اجازت رخصت پر چلے گئے ہیں۔ ذمہ داران کے مشورہ کے بعد امیر حلقہ کراچی نے ان کی معزولی اور ان کی جگہ جناب نوید مزمل کے بطور امیر تقرر کی سفارش کی ہے۔ مشورہ کے بعد امیر محترم نے اس کی منظوری دی اور نوید مزمل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم 'چک شہزاد' میں محمد نواز خان کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم چک شہزاد میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مشورہ کے بعد جناب محمد نواز خان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ گوجر خان کی دو تنظیم کا ادغام و تقرر امیر

ناظم حلقہ گوجر خان نے گوجر خان کی دو تنظیم گوجر خان شرقی و گوجر خان غربی کے ادغام اور نئی تنظیم گوجر خان میں فاروق حسین کے بطور امیر اور حافظ ندیم مجید کے بطور حلقہ کے ناظم دعوت تقرر کی سفارش کی۔ امیر محترم نے مشورہ کے بعد اسے منظور فرما لیا۔

مکتبہ خدام القرآن کی تازہ پیشکش

"حکمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم"

کے عنوان سے

ترجمہ مولانا منظور احمد نعمانیؒ جبکہ تشریح بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دیرینہ ساتھی پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کی ہے۔

احادیث کا انتخاب عقیدے کی پختگی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔

ضخامت: 176 صفحات — قیمت: 120 روپے

ملنے کا پتہ:

مکتبہ خُدّام القُرآن لاهور

36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 3-35869501، ای میل: maktaba@tanzeem.org

prophetic methods of recognizing and controlling anger, so that our lives can be filled with peace and happiness.

Putting Out the Fires

Once we realize what causes us to explode in anger, we can move ahead and fix the problem. Some things that have been taught to us by our Prophet ﷺ help ward off the effects of anger. Simple things such as seeking refuge in Allah from Shaytan make a huge difference.

Other things, such as drinking water or performing ablution (*wudu`*), also make an enormous difference in reducing our anger levels. It is exactly like pouring water to put out a fire. You see, as we express anger, our bodies naturally begin to heat up and tense up. Our muscles start to flex and our facial features become prominent. If you have prominent veins running through your forehead, you may notice them sticking out more. A person's blood pressure rises when anger overtakes him, causing a lot of physical stress on the body muscles and organs. Mentally, it causes just as much stress, if not more.

Aggressive behaviour toward others leaves lasting effects that strain even the best of relationships. I knew a couple of people in high school who were best friends. They would do everything together and would not miss a beat to cause mischief in the world. One day though, one of them kept bothering the other until it pushed the latter over the top. Annoyed, he turned around and began violently punching his best friend in the face and body. A few minutes later, realizing what he had done, he apologized profusely and begged for forgiveness. This was nine years ago. Things have never been the same between the two and both have not forgotten that moment. I still see them both, but there is nothing I can say that can take time back far enough to change that mistake.

A third thing that helps us regain composure during an outburst is when we adjust our bodies to less action-oriented positions. For example, it is not easy to yell at and hit a person when you are sitting down. Likewise, it is even more difficult to truly express anger if you were lying down. These are two additional tips from our Prophet ﷺ that can help us control the rising effects of anger.

Hence, when we get upset, we should seek refuge in Allah and go wash ourselves to cool down. Furthermore, we should sit down if we are standing. Even further, we should lie down if we are sitting. Can you imagine pointing and yelling at someone while lying down? You are more likely to laugh at yourself after seeing the position you are in.

The Remembrance of Allah is even Greater

What Allah wanted to happen has happened. So why am I getting angry? This mentality will help us prosper as a human race. Many times when we express anger, it is because of something that was said or done to us. The reality is that Allah has allowed something to happen to us. Being angry, when it is about ourselves and not for the sake of Allah, means we are displeased with what Allah has given us, and that is never something we should be displeased with. Gratitude always helps us refocus on the reality of the situation.

Smiling and being humble is another great way to refocus on the reality of the situation. This is not A common facial expression to go around with in the larger American culture, smiling I mean. But try it and see what it does to yourself and others. Once we start changing our attitude of displeasure and anger, we can fill that void with happiness, kindness and peace. It may not happen overnight, but if we continue to work toward it, it will, God-willing, surely happen.

These ideas on managing anger only speak to the beginnings of what we can do to change moderate and subdue our tempers. But in every anger scenario, these simple steps can help shape our lives and families into peaceful, God-fearing and tranquil ones.

The reality is that anger in human beings is highly associated with Shaytan. And if we do not learn to break that connection, he and his friends will keep stalking us by its avenues Shaytan until we rip apart our social lives and families.

The last thing we need to do is be blind to this situation and do nothing about it. The first things we need to do is just relax and take it easy in our mindfulness of Allah. One-step at a time, we can overcome our anger once and for all. Maybe then, we can live our lives in true peace --- as

Suhail Moffat

A MAD, MAD WORLD!

OUR DESTRUCTION IN THE HANDS OF OUR ANGER

A Lot More Aflame Than We Think

One of the biggest issues that the world Muslim community faces today is the issue of anger. We always turn away from this subject because we think that it does not affect us. Of course, we follow a religion of true inner and outer peace. No? The fact is we tend to be ignorant about anger and its effects and consequences. To be angry goes against the very principles that mold our Islamic way of life: Peace and justice.

What was really going through the mind of Abu Lahab (The Prophet's uncle) when he would yell and scream at the Prophet ﷺ? It most likely was nothing but anger. Being frustrated is one thing, but expressing that frustration in a manner that belittles someone else or shatters another person's heart is where the problem lies.

The inability to control our anger has destroyed families, friendships, business partnerships and individual well-being throughout the ages. I am sure you know of someone who has had family problems because of anger --- maybe a husband who takes his stress and anger out on his wife and kids when he returns from work. It may be that this husband hits them too. This is one of the least human things one can do. To control your anger and channel it into goodness or repentance is the true, adult thing to do.

The Prophet ﷺ and his Companions following him showed us so many examples of this. Allah even revealed an entire surah on Abu Lahab (Father of Flame) showing us how the flame of anger, or being fiery, leads to our destruction. The hands and life of such a person are cursed by Allah. The benefits of a person's wealth or possessions are stripped away from them. There is no point in having children or helpers, as none of these can benefit an angry person. This temper sparks a blazing inferno for such a person in the Hereafter, as well.

Moreover, the people who further aggravate or support an enraged person also suffer the same consequences. Allah says of Abu Lahab's wife, his aider and abettor in anger, there shall be a twisted rope of palm-fiber wrapped around her neck in Hellfire. These two are the specific characters in this scenario of the Surah of Abu Lahab. But we can look to it with a modern lens and see how anger that causes us to deviate is so prominent in our own lives.

When we fight with our spouses, we mimic the attitude of Abu Lahab. When couples find schemes to destroy other marriages or fill relationships with drama, they emulate the very things Abu Lahab tried to do, thereby perhaps becoming deserving of the same punishments. If we just opened up our eyes a little more, we would see that many of us are not much different from this man and his wife, who Allah has sternly cursed, at least not in our angry reactions against believers.

On the other hand, we have the example of our noble and respected forerunners in faith, who have been guided by Allah Himself, and have shown us the true meaning of peace. When our Prophet ﷺ engaged with people, he would always be courteous and gentle. Even the most obnoxious people would get his best treatment, to the point that all who dealt with him considered themselves the most loved by him.

Hazrat Aisha ؓ, the mother of the believers, acknowledged that he would never get angry when someone did some wrong to him. He did not speak indecently or use obscene language. Nor did he shout and talk loudly in bazaars or avenge any bad deed with a bad one. Instead, he would forgive it and not mention it again. How many times have we brushed off someone because they were just so annoying to us? Then we go on to hold a grudge against them until we die. Our anger eats us alive, and we do not realize it. We need to start implementing the